سید سالار مسعود غازی

حیات وارثی

Scanned with CamScanner

امام الفقراء وارث بے اسرار علی سید حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمت
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمت اللہ
علیہ سے ہیں لکی اسار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے تا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں   شکریہ

Scanned with CamScanner

سیّد سالار مسعود غازیؒ

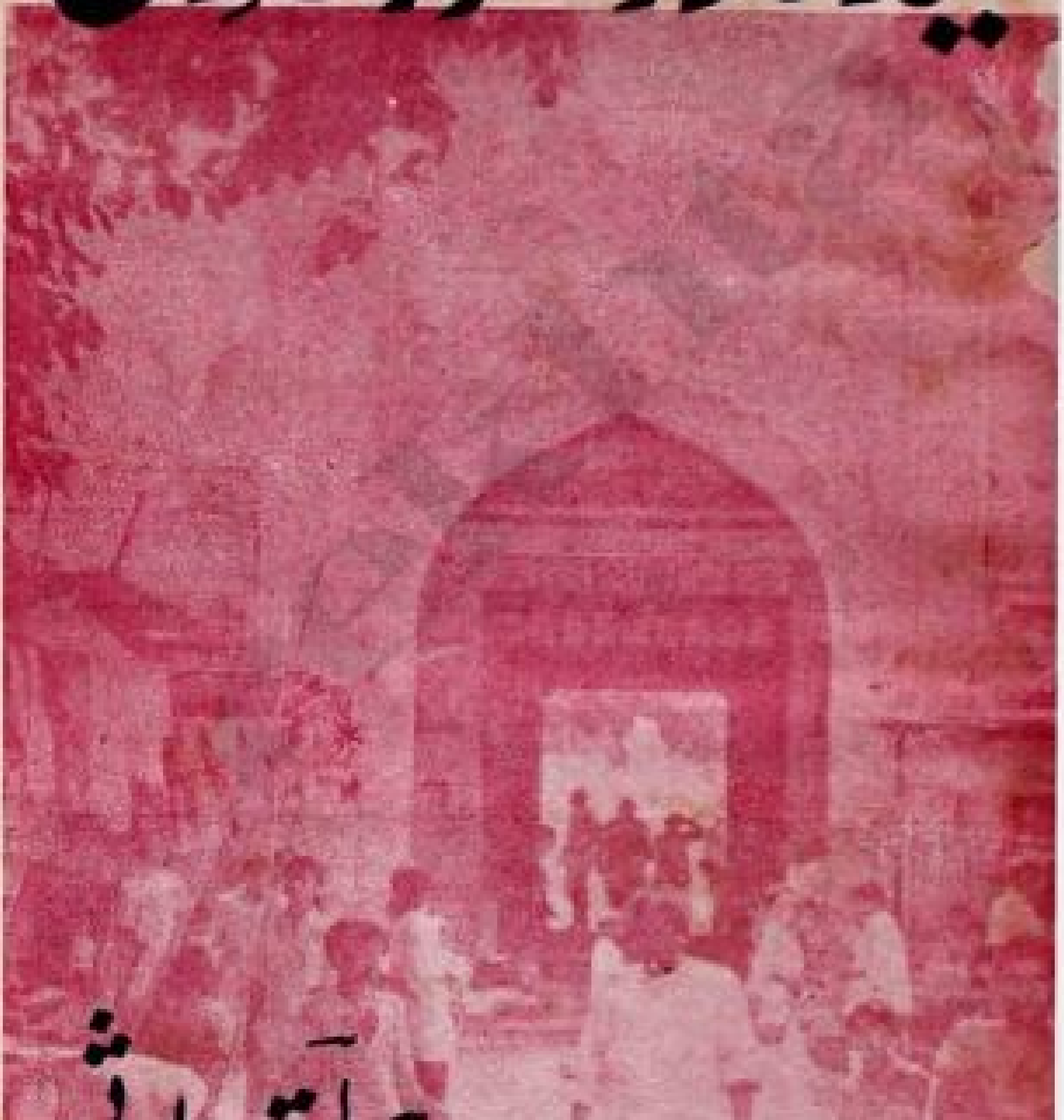

حیات وارثی

Sayed Salar Masood Ghaz

Scanned with CamScanner

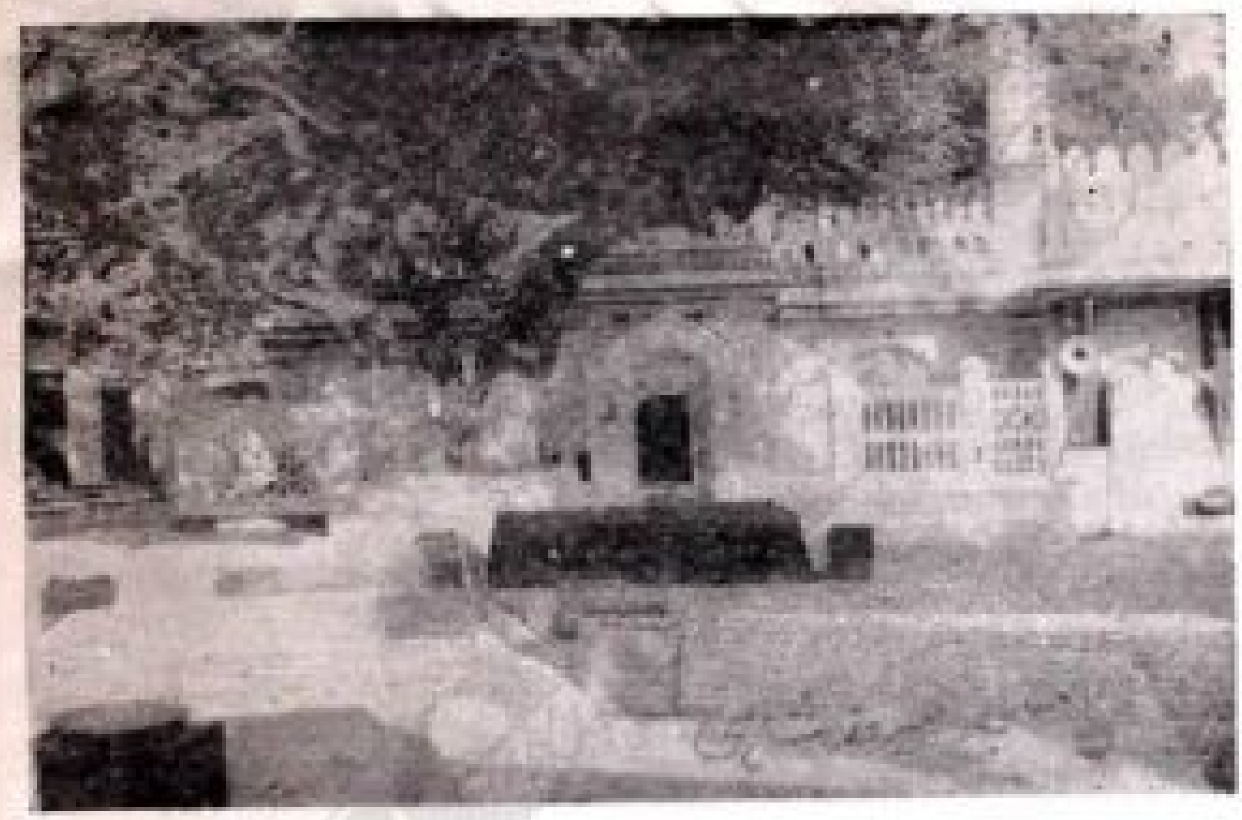

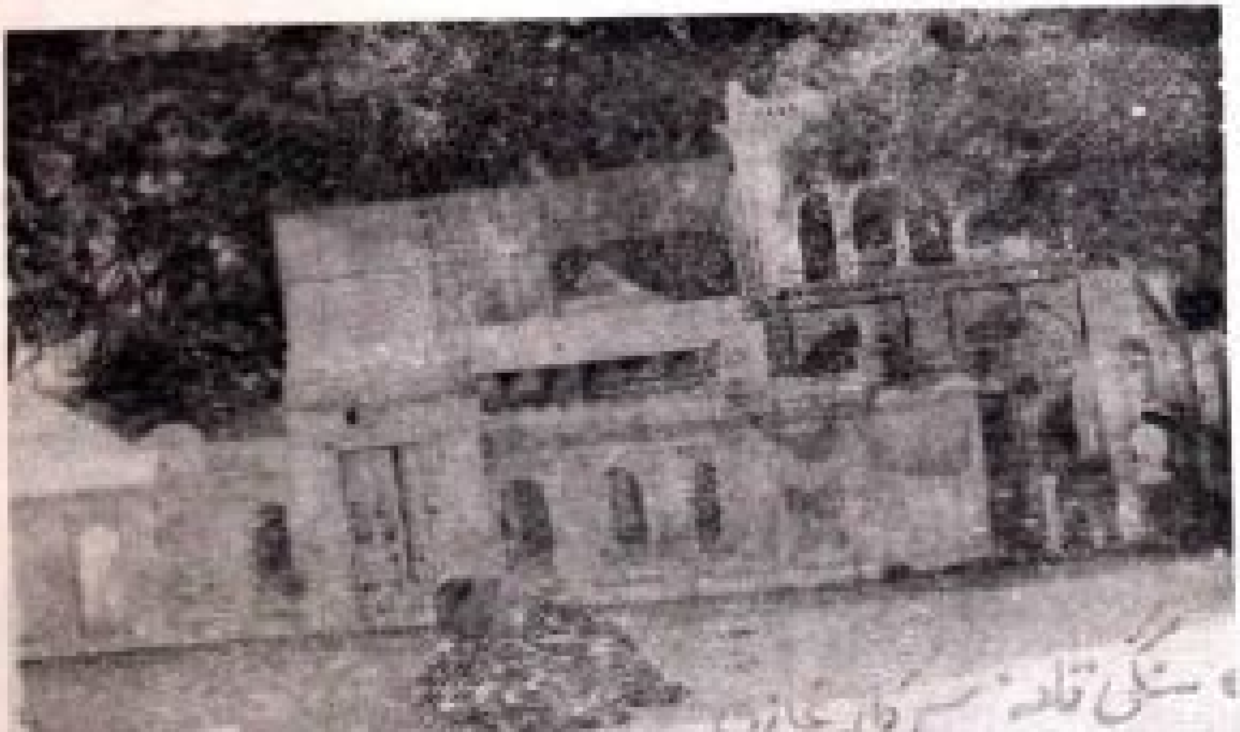

Scanned with CamScanner

سید سالار مسعود غازیؒ

○

حیات وارثی

Scanned with CamScanner

نام کتاب ـــــ سید سالار مسعود غازیؒ

مصنف ـــــ سید حیات وارثی

سن اشاعت ـــــ ۱۹۸۴ء

ناشر ـــــ حیات وارثی، ۸ باغ انوار، لکھنؤ ۳

قیمت ـــــ [illegible]

طباعت ـــــ نامی پریس لکھنؤ

کتابت ـــــ خلیل احمد، [illegible]پوری

باہتمام جنید احمد صدیقی

○

ملنے کے پتے

دانش محل امین الدولہ پارک، لکھنؤ ۱

آل انڈیا ہندی اردو سنگم باغ انوار لکھنؤ ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

◉

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

علامہ اقبال

Scanned with CamScanner

● یہ کتاب
فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی
یوپی گورنمنٹ کے مالی تعاون
سے شائع ہوئی ★

Scanned with CamScanner

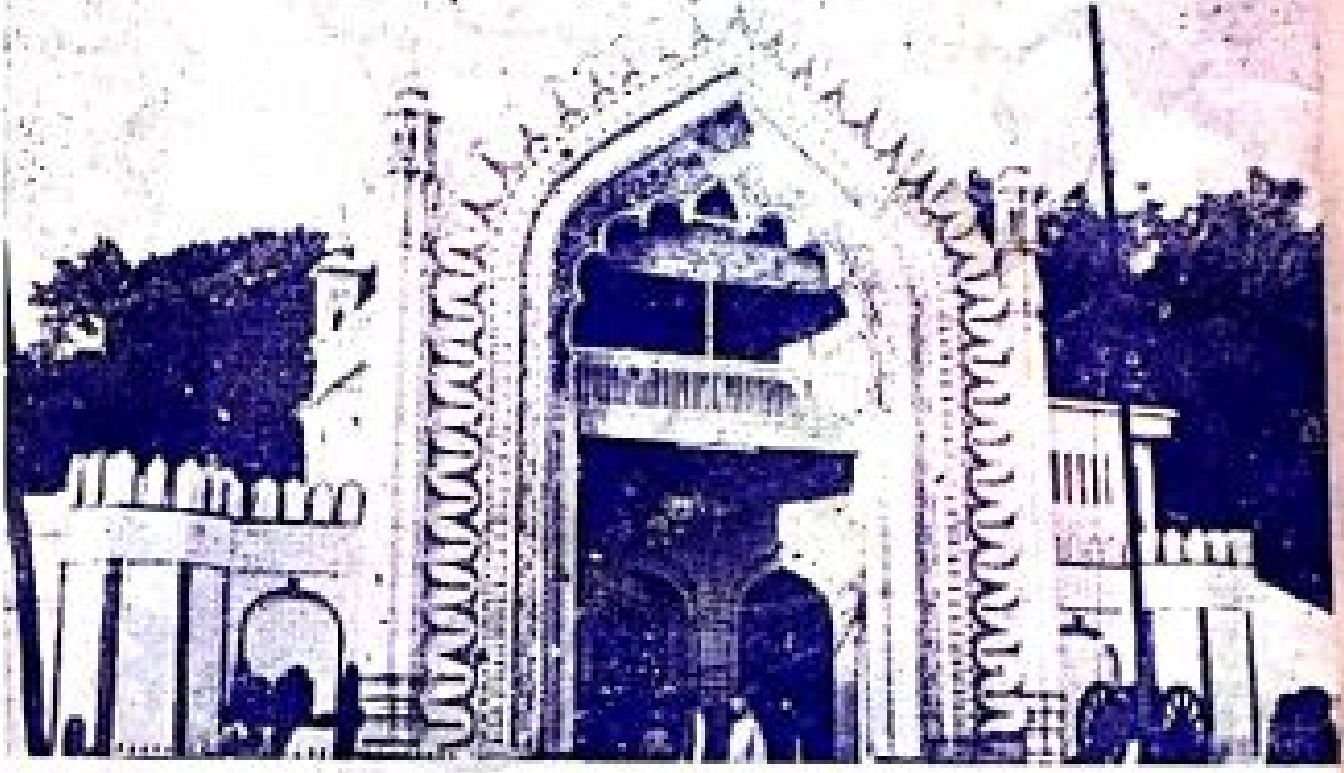

زنجیری پھاٹک درگاہ شریف بہرائچ

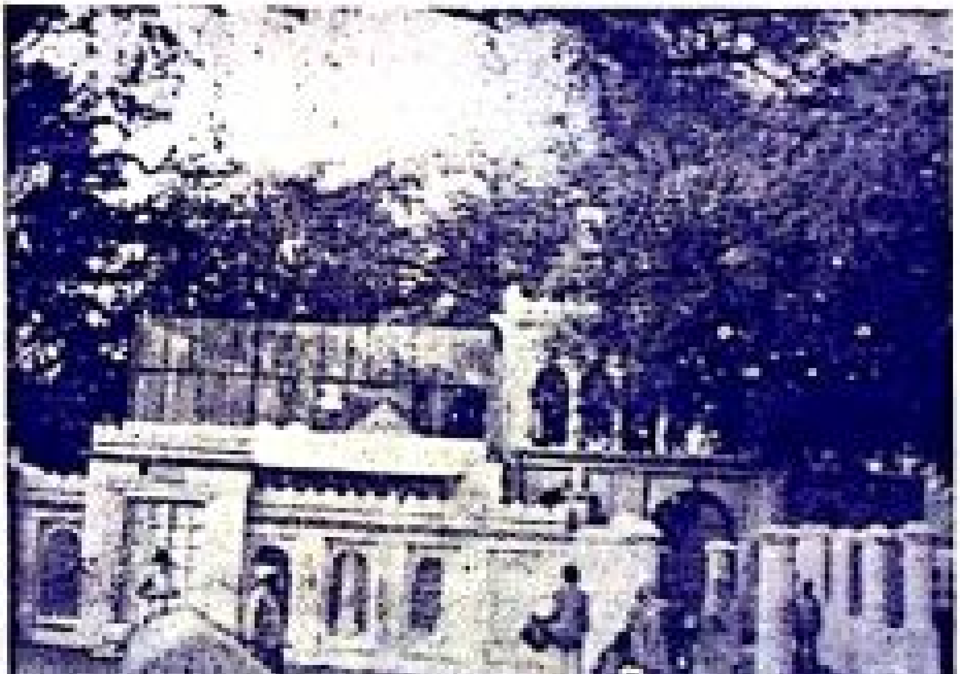

آستانہ شریف کا باہری حصہ

شجرہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

بن

حضرت امام محمد حنیف غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

حضرت عبد المنان غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید بطل غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید ملک آصف غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید عمر غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید طیب غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید طاہر غازی رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید سالار ساہو رحمۃ اللہ علیہ

بن

سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

انتساب

● علم دوست، ادب نواز

محبّ سلطان الشعرا، محترم و مکرم عالی جناب

محمد نظام الدین ایڈوکیٹ

ایڈمنسٹریٹر درگاہ شریف، بہرائچ

کے نام خلوص و احترام کے ساتھ

زنجیری دروازہ درگاہ مسعود غازی

مزارِ شریف سید سالار غازی

Mr. Nizamuddin Khan, (Advocate)
Administrator :
Dargah Sharif, Bahraich

Scanned with CamScanner

قدران کی زندگی کے اصل واقعات عوام کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے
ان کی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ
عوام کے تخیل کا ایک حصہ بن کر علاقائی گیتوں میں نمودار ہوئے۔ مگر عقیدت
اور تخیل اکثر دبیشتر مجاہدانہ اور سرفروشانہ زندگی اور رشد و ہدایت کے اصل
چہرے پر پردہ ڈال دیتا ہے۔

حیات وارثی جو ہمارے عہد کے ایک اعلیٰ پائے کے شاعر اور
نثر نگار ہیں۔ انھوں نے تاریخی کتب سے استفادہ کر کے سید سالار
مسعود غازی رحؒ کی زندگی اور کارناموں کو اپنے انفرادی اسلوب میں عوام
کے سامنے پیش کیا ہے۔ تاریخی واقعات کی صحت کی تصدیق کے لئے
مورخ کو کن کن دشوار گذار وادیوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس کا اندازہ
اہل علم بخوبی کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ جس
دیدہ ریزی۔ جانفشانی، محنت اور لگن کے ساتھ حیات وارثی نے
اس کام کو کیا ہے۔ اور جس بصیرت کے ساتھ ضعیف روایتوں کو نظر
انداز کیا ہے۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کے مستند مورخ کا ہی حصہ ہو سکتا ہے
تحقیقی اور تنقیدی الجھنوں کے علاوہ ایک اور دشواری حیات
وارثی کی راہ میں حائل ہو سکتی تھی جس کا یہاں تذکرہ غیر مناسب نہ ہوگا
سید سالار مسعود غازیؒ کی شخصیت کے ساتھ ان کی والہانہ عقیدت کے
پیش نظر مجھے یہ خدشہ تھا کہ کہیں حقیقت عقیدت کے پردے میں مستور
نہ ہو جائے۔ مگر حیات وارثی اس منزل سے بھی کامیاب و کامراں
گذر گئے۔ ان کی اس کتاب میں عقیدت، حقیقت بن گئی ہے۔ اور
حقیقت نے عقیدت کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ مذہبی اور علمی حلقوں میں حیاتِ وارثی کی یہ کتاب ایک معتبر روایت بن کر نمودار ہوگی۔ اور ہر وہ شخص جو سید سالار مسعود غازیؒ سے عقیدت رکھتا ہے اس کتاب میں ان کی زندگی کے مختلف نشیب و فراز اور ان کے افکار و فرمودات کی صحیح اور سچی تصویر دیکھے گا‘‘

Scanned with CamScanner

امیرِ کارواں

حضرت سلطان محمد عارف علی شاہ صاحب سجادہ آستانہ مخدوم شیخ سارنگ مجگواں شریف

ہندوستان میں مسلمانوں کے ملی تشخص میں جن مجاہدین اور برگزیدہ شخصیات کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ ان میں سید سالار مسعود غازیؒ کو اولین مقام حاصل ہے۔

ہندوستان کی ملت اسلامیہ کی تاریخ اپنی بے لوث کارکردگی مجاہدانہ خدمات، جانباز مصلحین کے بالتواتر سرگرم عمل رہنے کا ایک مجموعہ ہے، جس کے امیر کارواں سید سالار مسعود غازیؒ ہیں۔

سالار غازیؒ علاقوں کے فاتح تھے نہ زمین پر قبضہ بحال رکھنے کے لیے حملہ آور دستے کے سربراہ۔ سید سالارؒ کو طالع آزما شہرت کا خواہش مند کہنے کی ہمت نہ ان کے معاصرین کو تھی۔ نہ اخلاف کو۔

عالم اسلام نے ہندوستان کی بے نور اور افتراق و انتشار کی شکار قوم کو ایمان و اخوت کی ڈور میں باندھنے کے لئے اپنے مخصوص خزینۃ الافراد سے روشن اور گوہر خیز کانوں کا انتخاب اس مقصد سے پیش کیا تھا۔ کہ یہ خلاصۃ الایمان اس دور دراز علاقے میں نور و نکہت

Scanned with CamScanner

کے ایسے طور ثبت کر دیں جن سے ہمیشہ ایمان، ایثار، اخلاق اور محبت کے رواں دواں چشمے جاری رہیں، جن کی زرخیزی سے یہ جزیرۂ ہند ایمان و ایقان کے معاملے میں اپنی حد تک خود کفیل ہو جائے۔

اہل ہند کی سرشت و طبیعت میں ایمان و احتساب کے عناصر داخل کرنے کا جو مجاہدانہ عمل سید سالار مسعود غازیؒ نے انجام دیا ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کی تاریخ کا کوئی بھی دور ہو، ہر نازک اور ضرورت کے موقع پر دیارِ ہند نے عزیمت و جہاد کے لئے ایثار و محبت کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن کی تفصیل کے لئے مستقل ایک کتاب کی ضرورت ہے۔

سید سالار مسعود غازیؒ نے ہندوستان کی ملتِ اسلامیہ کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے عزیمت و جہاد کا وہ راستہ دکھایا جس کا مقصد ظالم و جابر اقتدار کے سامنے اہل بدر و حنین، حضرت امیر حمزہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ، مثنیٰ بن حارثہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ کی داعیانہ اور مبلغانہ ثابت قدمی کے وارث پیدا کرنے کی صلاحیت ودیعت کرنا تھا۔

سید سالار مسعود غازیؒ کی بے لوث قربانی، مجاہدانہ ایثار، اور جذبۂ شہادت نے اصحابِ عزیمت کی تاریخ ہندوستان میں قائم کر دی ہندوستان میں داخل ہونے والے مسلمان مجاہدوں کی تلواروں کی چمک اور نیزوں کی کرن ریزی میں زر کی ہوس کی جگہ نورِ فاراں کی تجلی تھی ایسی تلواروں میں سید غازیؒ کی تلوار کو اولیت حاصل ہے۔

جو مقبولیت ہندوستان کے اہم ترین سلاطین اور نامور سپہ سالاروں کو حاصل نہ ہو سکی۔ وہ سید سالار مسعود غازیؒ کو صرف اس لئے حاصل

Scanned with CamScanner

ہوئی کہ انھوں نے اپنی حیات اور خواہش و کائنات کو غزوہ و شہادت کی سنت نبویؐ کے حوالے کر دیا تھا۔

ہمارے محترم دوست، ملک کے نامور اردو شاعر اور صاحب طرز نثر نگار حیات وارثی کا اس موضوع پر کام کرنا خود سالار غازیؒ کی مجاہدانہ کرامت ہے۔ میں ذاتی طور پر اس حقیقت پسندانہ تاریخ اور اس کارکردگی کو کرامت ہی تصور کرتا ہوں۔

اُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ

۷۸۶
۹۲

ابتدائیہ

خدا کی راہ میں جاں دے کے سرفراز ہوئے
عروجِ دین کو ان کے عمل نے بخشا ہے
قیام فرما ہیں جس جا پہ غازیِ مسعودؒ
وہاں سے آج بھی دریائے نور بہتا ہے

★ حیاتِ وارثی

ذخیرۂ یادداشت میں سید سالار مسعود غازیؒ کا اسم گرامی کب محفوظ ہوا۔ یہ بتانا شاید ممکن نہ ہو سکے۔ کم عمری سے سالار غازیؒ اور بالے میاں کے واقعات سنتا رہا، اور ان کی ذات بابرکات سے ایک انجانا لگاؤ محسوس کرتا رہا۔ بچپن سے میرے ذہن و دل میں ان کی عظمت ایک ہیرو کی حیثیت سے محفوظ رہی۔

خاندان کے مذہبی اور علمی ماحول نے اس جذبے کو تقویت بخشی، مرشدِ کامل حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ سے روحانی اور قلبی وابستگی نے اولیار کرام اور غازیانِ اسلام سے عقیدت و محبت میں اضافہ کیا۔

میں غالباً ۱۹۵۶ء میں پہلی بار بہرائچ شریف ایک مشاعرۂ نعت میں شرکت کے لیے گیا اور بارگاہ مسعود غازیؒ میں حاضری کا شرف حاصل کیا پھر آستانۂ غازیؒ کے نعتیہ مشاعروں میں مسلسل حاضری ہوتی رہی۔ ہر بار ایک

خاص کیفیت روحانی سے آشنا ہوا۔

سید سالار کے حالات و واقعات سے واقفیت کی خواہش نے کتابوں کی جستجو پیدا کی، سب سے پہلے حضرت عبدالرحمن علوی چشتی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف "مرارت مسعودی" کا ترجمہ غزا نامۂ مسعود مترجم عنایت حسین قنوجی ثم بلگرامی دستیاب ہوئی۔

صاحب "مرارت مسعودی" حضرت عبدالرحمن علوی چشتی کا وصال ۷ رشعبان المعظم ۱۰۹۴ ہجری کو ہوا۔

قطعۂ تاریخ وفات

داد ریغا زجہاں حضرت عبدالرحمن
رفت در خلد بریں ہفتم ماہ شعبان
فکر کردہ چوں عنایت پے سال رحلت
آہ در ملک عدم رفت ندا زد رضواں
۱۰۹۴ھ

مولوی عنایت حسین قنوجی کے والد محترم نے ۱۲۵۰ھ میں قنوج سے ترکِ سکونت کی، اور اپنے مرشد کے حکم پر بلگرام کو مسکن بنایا۔

مولوی عنایت حسین قنوجی تاجدار اودھ واجد علی شاہ اختر کے دربار میں وقائع نگاری کے عہدے پر فائز تھے، ۱۲۷۳ھ غدر کے وقت لکھنؤ سے ہجرت کر کے بلگرام چلے گئے۔ اور دوبارہ ۱۲۸۳ھ میں لکھنؤ واپس آئے۔ انھوں نے ۱۲۸۴ھ میں مرارت مسعودی کا ترجمہ پورا کیا۔

"غزا نامۂ مسعود"، تاریخ سید سالار مسعود غازیؒ کے مطالعے نے میری آتش شوق کو اور ہوا دی۔ میں نے بارہا عالم تصور میں سالار غازیؒ کو حق و صداقت کی حمایت میں مصروف جہاد دیکھا۔ ان کا تصوراتی پیکر عظمتِ اسلام کے سربلند پرچم کی طرح میرے لاشعور میں موجود ہے۔

میرے نزدیک حضرت مسعود غازیؒ کا اسم گرامی بھی زندہ کرامت ہے۔ کیونکہ آپ مرتبۂ شہادت پر فائز ہونے کے باوجود مسند غازیت پر جلوہ فگن ہیں جنگ میں ظاہری طور پر فتح حاصل کرنے والوں کے نام ونشان مٹ گئے، لیکن شہید راہِ حق آج بھی غازیؒ کی شکل میں اشاعتِ دینِ متین فرمارہا ہے اور وابستگانِ محبت کی مشکل کشائی اور رہنمائی کررہا ہے۔

گذشتہ کئی برسوں سے یہ خواہش میرے ذہن میں پرورش پارہی تھی کہ میں غازیٔ اسلامؒ کے حالات وواقعات قلمبند کردوں۔

خدا کا شکر ہے کہ میری اس دیرینہ خواہش نے عملی شکل اختیار کرلی، اور میں نذرانۂ عقیدت کے طور پر بارگاہ مسعودؒ میں انھیں کے واقعات وحالات پیش کرنے کا فخر حاصل کررہا ہوں۔

میں نے اس تذکرہ کو مختلف تاریخی کتب سے مدد سے ترتیب دیا۔ اور خاص طور سے "مرارت سعودی" سے فیض اٹھایا ہے۔ اس لئے سند کے طور پر صاحبِ مرارتِ سعودی کے حالات بھی تحریر کردیئے ہیں۔

سجا کر خونِ دل سے کشتیٔ چشم تمنا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کر یہ نذرانہ

حضرت بیدم وارثی —————

تاریخی حقائق

جو عظمت انساں کے لئے زندہ رہے ہیں
تاریخ کے آئینے میں تابندہ رہے ہیں
★ ——————— حیات وارثی

حضرت عبدالرحمٰن علوی چشتی مصنف "مرات مسعودی" کو حضرت سید سالار غازیؒ سے والہانہ عقیدت تھی۔ اور انھیں فیض روحانی بھی حاصل تھا صاحب مرات مسعودی نے معرکۂ جہاد اور واقعات جو بزرگوں کی زبانی سنے تھے۔ اس کی تصدیق اور تحقیق کے لئے انھوں نے مطالعۂ کتب شروع کیا۔

انھیں ایک پرانی تاریخ مصنفہ ملا محمد غزنوی سے سارے واقعات مل گئے۔ ملا محمد غزنوی ایک عرصے تک سلطان محمود غزنویؒ کے دربار سے وابستہ رہے اور آخری عمر میں سالار ساہوؒ کے ہمراہ ہندوستان آئے اور سید سالار مسعود غازیؒ کی ہمرکابی میں واقعات جہاد تحریر کرتے رہے۔ صاحب مرات مسعودی نے تاریخ جہاں آرا، تاریخ محمودی، تاریخ فرشتہ اور روضۃ الصفا سے اکتساب کیا۔ وہ شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر بن شہنشاہ ہند اکبر اعظم کے حکم پر کوہِ شمالی واقع نیپال تشریف لائے۔

اور وہاں آچاریہ منشی بھجنا دھرمن تاریخ داں اور وکیل راجہ نیپال سے ملاقات کی۔ حضرت عبدالرحمٰن علویؒ نے ۔ تاریخ ہندی سے تاریخ ملا محمد غزنوی کا موازنہ کیا۔ اور تمام واقعات وحالات میں یکسانیت پائی۔

مرأتِ مسعودی کی تصنیف میں خود سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازیؒ نے عبدالرحمٰن علویؒ کی مدد عالم رؤیا میں کی۔

"کنز الحقائق" میں تحریر ہے کہ معلمِ کائنات فخرِ موجودات، وجہ حیات حضور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے پانچ کرامات سے شہدا کو ممتاز فرمایا ہے۔ جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئیں۔

اوّل یہ کہ تمام ارواح کو قبض کرتا ہے ملک الموت، اور شہیدوں کی ارواح قبض کرتا ہے اللہ تعالیٰ۔ دوسرے یہ کہ سب کو غسل دیا جاتا ہے مرنے کے بعد، لیکن شہدا کو غسل نہیں دیا جاتا۔ تیسرے سب کو مرنے کے بعد کفن دیا جاتا ہے، لیکن شہدا کو کفن نہیں دیا جاتا۔ چوتھے سب کی رحلت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ لیکن شہدا کو زندہ کہا جاتا ہے۔ پانچویں سب انبیاء و مرسلین شفاعت کریں گے قیامت کے دن، لیکن شہدا ہر روز شفاعت کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی کریں گے۔

نبی محترم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن مقدس کی وابستگی اور دین حقیقی پر وارفتگی نے شہدا اسلام کو حیات جاودانی اور منزلِ کامرانی سے ہمکنار کر دیا ہے۔

ان کا سونا بھی عبادت جاگنا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفےٰ کی بات ہی کچھ اور ہے

حضرت معراج وارثی

ہندوستان میں آمدِ اسلام

ذرہ ذرہ آج تک ہے غرقِ دریائے جمال
ہند کی وادی میں کب چمکا تھا تارہ نور کا

حیاتؔ وارثی

صاحب "تاریخِ فرشتہ" نے تحریر کیا ہے کہ جب امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کا زمانہ آیا۔ تو انھوں نے ۴۴ ہجری میں زیاد بن اُمیّہ کو بصرہ اور خراسان کا علاقہ دیا۔ اسی سال عبدالرحمٰن بن سمرہ نے زیاد کے حکم سے کابل فتح کیا۔ اسی زمانے میں ایک عرب سردار مہلب بن ابی صفرہ نے علاقۂ مرو سے کابل و زابل ہو کر ہندوستان پر حملہ کیا، اور دس پندرہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر کے لے گیا، ان میں سے زیادہ تر افراد نے اسلام قبول کر لیا ــــ

۵۳ ہجری میں زیاد بن اُمیّہ نے وفات پائی۔

۶۰ ہجری میں جب یزید بن معاویہ مسند حکومت پر بیٹھا، تو اس نے ۶۲ ہجری میں سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کا سپہ سالار بنایا مہلب بن ابی صفرہ کو ان کی ہمرکابی کا حکم دیا۔

سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ اسی درمیان ابو عبداللہ بن زیاد کو کابل کے حاکم نے قید کر لیا۔ عرب فوجوں نے کابل کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن جنگ میں شکست کھائی۔ سلم کی اجازت سے

طلحہ عرف طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خنیف خزاعی نے پانچ لاکھ دینار تاوان دے کر ابو عبداللہ کو قید سے رہائی دلائی۔

سلم نے طلحہ کو سیستان کی حکومت دے کر فوج کابل روانہ کی، زبردست خونریزی کے بعد کابل فتح ہوا، اور خالد بن عبداللہ کو کابل کا حاکم بنایا گیا۔

خالد بن عبداللہ کو بعض مؤرخین اولاد خالد بن ولیدؓ اور بعض اولادِ ابو جہل لکھتے ہیں۔ بعد میں خالد بن عبداللہ کو معزول کر دیا گیا۔ وہ عراق کی راہ دشوار اور پرخطر سمجھ کر درمیان ملتان و پشاور کوہِ سلیمان پر قیام پذیر ہوئے، انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک افغان سردار سے کر دیا۔ ان سے دو فرزند لودی اور سوری پیدا ہوئے، دونوں نے بڑی ناموری حاصل کی۔

انھیں کی اولادوں کو بعد میں لودی اور سوری کے خطاب ملے۔

سندھ میں محمد بن قاسم کی آمد اور ان کے ساتھیوں کی ملتان واپسی کے بعد بھی تبلیغ و جہاد کا سلسلہ جاری رہا، اور راجہ اجمیر و لاہور سے معرکے ہوتے رہے۔

Scanned with CamScanner

نسب نامۂ سلطان محمود بن سبکتگین

"تاریخ منہاج السراج" "جہاں آرا" اور "قول فرشتہ" کے اعتبار سے سلطان محمود بن سبکتگین بن جوقان بن قرا بحکم بن قزل ارسلان بن قرابان بن فروز بن یزدجرد بن شیرویہ بن خسرو بن ہرمز بن کسریٰ ہیں

"تاریخ محمودی" اور "روضۃ الشہداء" کے اختتامی باب کی تفصیل میں اولاد امام حسنؑ میں سید حسنی الحسینیؒ نسل یحییٰ بن ادریس بن عبداللہ محض بن حسن بن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ ہیں۔

جب اولاد کسریٰ پر تباہی آئی، سلاطین، حاکمان اسلام سے خوفزدہ ہو کر جلا وطن اور حسب نسب چھپا کر زندگی گزارنے لگے، تو ان میں سے بہت سے افراد خاندانِ شاہی غلام بنا لئے گئے۔

تاریخ منہاج السراج جرجانی میں تحریر ہے کہ عہد حضرت عثمان بن عفانؓ میں جس وقت مرو میں یزدجرد نے شکست کھائی، اور مارا گیا، تو اس کی اولاد ترک سکونت کر کے ترک علاقوں میں آباد ہو گئی۔

عہد عبدالملک میں ایک تاجر نے جس کا نام حاجی نصر تھا، وہ سبکتگین کو ماوراء النہر حدود ترکستان سے بخارا لایا، اور اسے الپتگین والئ مملکت سامانیہ

نے خرید لیا۔
الپتگین نے سبکتگین کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا اور ان کی فہم و فراست بہادری اور لیاقت سے متاثر ہو کر اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا، کچھ دنوں کے بعد حاکم بخارا نے سبکتگین کو امیر ناصر الدین اور محمود بن سبکتگین کو امیر الامراء بنا کر سیف الدولہ خطاب بخشا۔
عبد الملک کے انتقال کے بعد الپتگین نے منصور بن عبد الملک سے منحرف ہو کر غزنی میں پندرہ سال حکومت کی۔ اور ۳۶۵ ہجری میں انتقال کیا، اس کے بعد ابو اسحاق بن الپتگین نے دو سال، ۳۶۷ ہجری تک حکومت کی، اور راہی عدم ہوا۔ اراکین سلطنت نے سبکتگین کو لائق اور بہادر سمجھ کر ان کی شادی الپتگین کی بیٹی سے کر کے غزنی کے تخت پر بٹھایا۔
سبکتگین نے ہندوستان سے چند بار جہاد کیا، اور اپنا خطبہ و سکہ چلایا، شعبان ۳۸۷ ہجری میں چھپن سال کی عمر میں بیس سال حکومت کر کے انتقال کیا۔ سبکتگین کا انتقال موضع ترمذ حدود بلخ میں ہوا، ان کی لاش غزنی لائی گئی، سلطان محمود ان کے خلف اکبر تھے، جن کی ولادت بطن رئیسہ زابل سے ہوئی تھی۔

اس وقت سلطان محمود نیشاپور میں تھے اور ان کے چھوٹے بھائی ہمراہ تھے۔ "صاحب سیر المتاخرین"، اور ہفت اقلیم نے تاریخ فرشتہ کے قول کے خلاف سلطان محمود کو چھوٹا اور امیر اسمٰعیل کو بڑا بھائی لکھا ہے۔
جب امیر اسمٰعیل نے غزنی کی باگ ڈور سنبھالی تو ملک میں انتشار پھیل گیا، فوج کے افسر خود سری پر آمادہ ہو گئے، اور شاہی خزانہ برباد ہونے لگا۔
جب یہ حالات سلطان محمود کو معلوم ہوئے تو انھوں نے امیر اسمٰعیل کو لکھا کہ

Scanned with CamScanner

بلخ وخراسان کی حکومت تم سنبھالو اور غزنی مجھے دیدو۔

اس تجویز کو امیر اسمٰعیل نے نامنظور کر دیا۔ اسی سال ۳۸۰ ہجری میں بھائی کو شکست دے کر غزنی فتح کر لیا۔ اور اسمٰعیل کو قید کر دیا۔ ہم ماہ کے بعد سبکتگین کے پورے ملک پر قابض ہو کر سلطان کا لقب اختیار کیا اور شریعت اسلام قائم کی۔ سلطان محمودؒ، فقیر دوست، علماء نواز اور علم دین کی اشاعت کرنے والے..... تھے۔ تعمیر مساجد و مدارس اور زائرین بیت اللہ کی اعانت ان کا بر دل عزیز مشغلہ تھا۔ ہر سال چار لاکھ درم غریب۔ شرفاء اور حاجت مند لوگوں کے لئے خزانے سے دیئے جاتے تھے۔ لنگر اور دوسرے عطیات ان کے علاوہ ہیں۔

حکومت سنبھالنے کے ایک سال کے اندر ماوراء النہر، روم، ایران و توران، زنگبار و لبنان فتح کر لیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کو رواج دیا۔ خلیفۂ بغداد کی امداد و اطاعت کر کے خطاب و خلعت حاصل کرتے رہے۔

فتوحاتِ سلطان محمودؒ

سلطان محمود نے ہندوستان پر بارہ ۱۲ حملے کئے۔
شریف عثمانی بلگرامی نے "صبح صادق" میں سترہ حملوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن تفصیل نہیں لکھی ہے۔
سلطان کے حملوں کی تفصیل اس طرح ہے۔
پہلا حملہ شوال ۳۹۱ ہجری میں سلطان نے دس بارہ ہزار سواسے کر راجہ جے پال والئی لاہور روپشاور پر کیا۔ ۸ محرم ۳۹۲ ہجری کو سلطان نے راجہ جے پال کو قید کرلیا۔ راجہ نے خراج گذاری کا وعدہ کرکے رہائی حاصل کی۔ مگر دوبارہ شکست کھاکر غیرت آئی اور اس نے آگ کی چتا میں کود کر جان دے دی۔ راجہ جیپال ایک بار امیر سبکتگین سے شکست کھا چکا تھا۔ اس زمانے میں ہندوستان کے والیانِ ریاست کا اصول تھا کہ دوبار شکست کھانے کے بعد آگ کی چتا میں کود کر خودکشی کر لیتے تھے۔
سلطان نے بھٹنڈا کا قلعہ فتح کرنے کے بعد غزنی کا سفر اختیار کیا۔
دوسرے حملے ۳۹۵ ھ میں راجہ راؤ بھاطنہ اور بھٹیا کو زیر کیا جو عہد سبکتگین میں منحرف ہوگئے تھے، ان سے دو سو ہاتھی اور خزانہ تاوان میں وصول کیا۔ تیسرے حملے ۳۹۶ ہجری میں ابوالفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید حاکم

ملتان اور انند پال والئ لاہور کو حاکم ملتان کی اعانت کے جرم میں سزا دی، بیس ہزار درہم سرخ سالانہ خراج لے کر ایلک خان کو شکست دیکر غزنی کی راہ لی۔

چوتھے حملے ۳۹۹ ہجری موسم بہار میں ابوالفتح لودی کی مدد کرنے کے جرم میں انند پال مع راجگان اوجین، گوالیار، دہلی، اجمیر، کالنجر کو پنجاب میں جنگ کر کے شکست دی، اور فتح نگرکوٹ پر جہاد کر کے اس خزانے کو حاصل کر لیا، جو راجہ بھیم کے عہد سے جمع کیا جا رہا تھا۔

پانچویں حملے ۴۰۱ ہجری میں محمد بن سوری ملحد حاکم غور کو شکست دی، اس نے زہر کھا کر خودکشی کر لی، پھر غزنی ہو کر ملتان سے ابوالفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید کو گرفتار کر کے قلعہ غور میں قید کر دیا۔

چھٹے حملے ۴۰۲ ہجری کو تھانیسر کے بتکدے جگسوم کو منہدم کر دیا، اور قیدی و خزانے لے کر وطن واپس آگئے۔ ساتویں حملے ۴۰۴ ہجری میں قلعہ نندنہ کو ہلاش سے راجہ لاہور کو درہ کشمیر تک تعاقب کر کے فرار ہونیوالے راجہ کا راستہ مسدود کر دیا، اور درے پر فوج مقرر کر دی۔

آٹھویں حملے ۴۰۶ ہجری قلعہ لوہ کوٹ کا محاصرہ کیا اور جاڑوں میں محاصرہ ختم کر کے وطن واپس گئے۔ نویں حملے ۴۰۹ ہجری میں قنوج، دسویں حملے ۴۱۲ ہجری میں لاہور اور گیارہویں حملے ۴۱۳ ہجری میں کالنجر کے راجہ نندا کو شکست دی، بارہویں حملے ۴۱۵ ہجری میں سومنات فتح کیا۔

تمام مورخین نے باتفاق رائے سلطان محمود غزنوی کو نہایت بہادر، مجاہد، عادل شہنشاہ، پابند شریعت اور علم دوست حکمراں لکھا ہے، سلطان کو صوفیائے کرام اور اولیائے اسلام سے والہانہ عقیدت تھی،

Scanned with CamScanner

تاریخ "بنائے گیتی" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ سلطان کو خراسان کی مہم کے درمیان حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے ملاقات کا خیال آیا، لیکن دنیاوی مصروفیت کے ساتھ زیارت شیخ کو خلاف ادب سمجھ کر تامل کیا اور خراسان سے ہندوستان کی جانب روانہ ہو گئے، جب غزنی واپس آئے، تو زیارت شیخ کی نیت کر کے خراسان آئے، اراکین سلطنت نے حضرت شیخؒ سے محمودؒ کے شوق زیارت کا اظہار کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے ملاقات سے صاف انکار کر دیا۔ امراء نے "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ" پڑھا حضرت شیخؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں اَطِیْعُوا اللّٰهَ میں ایسا مصروف ہوں کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے خجل ہوں، پھر اولی الامر منکم کا کیا سوال ہے، سلطان کہاں رہتے ہیں؟

سلطان نے یہ جواب سن کر امتحان کے لئے اپنا شاہانہ لباس ایاز کو پہنایا، اور دس لونڈیوں کو مردانہ کپڑے پہنا کر خود ایاز کے کپڑے پہنے اور سب کو ہمراہ لے کر حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے التفات نہ فرمایا اور نہ تعظیم دی، بلکہ ایاز کی جانب سے منھ پھیر لیا پھر سلطان کو مخاطب کیا کہ نامحرموں کو باہر بھجوایئے اور تنہا آیئے، فقیروں کا امتحان مناسب فعل نہیں ہے۔

سلطان نے سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

سلطان نے حضرت بایزید بسطامیؒ کا تذکرہ چھیڑا۔

حضرت شیخؒ نے حضرت بایزیدؒ کا یہ قول سنایا کہ جس نے ہماری زیارت کی شقاوت سے بری ہو گیا۔

سلطان نے کہا کہ جب ابوجہل اور ابولہب، ہمارے نبی معظم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے بعد شقاوت سے بری نہ ہو سکے، تو میں اس کی قول کی تصدیق کیسے کروں؟

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا۔ توبہ کرو، اور آداب ولایت کو مدنظر رکھو، حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ مہاجرین وانصار نے کی، یا بعض اصحاب اخیار نے کی۔ قولہ تعالیٰ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔

سلطان نے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔

حضرت شیخؒ نے فرمایا۔ چار کام پابندی سے کیا کرو۔ نماز باجماعت پرہیزگاری، سخاوت اور خلق خدا پر شفقت۔

سلطان نے پھر عرض کیا بندہ دعائے خاص کا طالب ہے؟۔

فرمایا ہر نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَات پڑھا کرو۔

سلطان نے پھر عرض کیا۔ میرے لئے دعائے خاص فرمائیں۔

ارشاد فرمایا۔ عاقبت محمود باد۔

سلطان نے زروجواہر نذر کئے۔ حضرتؒ نے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا سلطان کو دیا۔ سلطان نے بمشکل چبا کر روٹی کے اس ٹکڑے کو نگل لیا۔ اور منہ بنایا۔

حضرتؒ نے فرمایا۔ تمہارے حلق میں روٹی کا ٹکڑا جو خشک ہے پھنستا ہے، پھر زروجواہر جو اس سے بھی زیادہ سخت ہیں میں کیسے قبول کرلوں۔ اس کو محتاجوں، غریبوں میں تقسیم کرا دو۔"

Scanned with CamScanner

پھر سلطان کو حضرت شیخ ؒ نے اپنا پیراہن مبارک عطا کیا جس کو وسیلہ بنا کر سلطان محمود ؒ نے معرکہ سومنات کے وقت خدا سے دعا کی۔ اور سومنات فتح ہوا۔

رخصت کے وقت حضرت شیخ ؒ نے سلطان کو تعظیم دی۔

سلطان نے سوال کیا کہ آپ نے آمد پر میرا استقبال نہ کیا۔ بلکہ رخصت پر تعظیم دی۔

حضرت نے ارشاد فرمایا۔ چونکہ تم میرا امتحان لینا چاہتے تھے اس لئے۔

پھر فرمایا۔ تم غزنی سے میری ملاقات کا قصد کر کے خرقان آئے۔ خلقت خدا تمہاری زیارت کو آئے گی۔

محبت کیلئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

محمود دہلوی

حضرت سالار ساہُو کی ہند آمد

حکمِ سلطان غازی حضرتِ محمود کے ۔۔۔ بہرِ امداد و مظفر خان مجوسی بلا
حضرتِ سالار ساہو ہند کو راہی ہوئے ۔۔۔ یہ عنایت نے لکھی تاریخ سلطان مرحبا

۴۰۱ھ

★ ——— ★

ہندوستان پر چار حملوں کے بعد ۴۰۰ھ میں سلطان نے ایک وسیع میدان میں ہندوستان سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کو آراستہ کیا، اور جشن کا اہتمام کیا، اسی درمیان چار سوار حاضر ہوئے، جو ہندی مسلمان تھے، انھوں نے کہا کہ ہماری دادرسی فرمائیے اور مسلمانوں کی جان بچائیے۔

ہندوستان میں حالات نہایت خراب ہیں۔ جان بچانا دشوار ہے سلطان ابوالحسن نے ہرمز کو قتل کر دیا ہے، مظفر خاں مع اہل و عیال چند سال سے قلعہ اجمیر میں قیام پذیر ہے، رائے بھیروں اور رائے سوم کرن نے چالیس سرداروں کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے، مظفر خاں نہایت پریشان ہے۔

سلطان نے ان لوگوں کو اطمینان دلایا۔ اور خواجہ احمد حسن میمندی وزیر اعظم کو بلا کر پوچھا کہ علمائے ہند نے کس بادشاہ کا نام خطبے میں شامل کیا ہے۔

وزیر اعظم نے جواب دیا کہ حمد و نعت اور ذکر آل و اصحابؓ پر خطبہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ جہاد فرمائیں تو سلطان کا نام خطبے میں شامل ہو۔ سلطان محمودؒ نے وزیروں اور مشیروں کی رائے سے سالار ساہو کو سپہ سالار مقرر کیا، اور انہیں "پہلوان لشکر" کا خطاب عنایت کیا، اور سات ہزار سوار، خاص اپنی تلوار و خنجر آبدار و عراقی گھوڑے عطا کیے۔ اور تمام لشکر کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا۔ سالار ساہو سلطان کے ہمراہ غزنی سے قندھار آئے، پھر ۹ ذی الحجہ ۴۰۱ ہجری کو لشکرِ عظیم کے ہمراہ ٹھٹھہ کے راستے سے اجمیر تشریف لائے۔

راہ میں منزلوں پر بشارت فتح ہندوستان اور ولادت فرزند دلبند کا مژدہ سنا کر مردانِ غیب نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

مظفر خاں کو جب سالار ساہو کی آمد کا پیغام ملا تو اس کی پریشانی دور ہو گئی۔ شادیانے بجائے گئے۔ مخالف گھبرا گئے، اور سمجھے گئے کہ لشکرِ محمود آ گیا ہے۔ مشورہ کر کے قلعہ کا محاصرہ اٹھا لیا، اور سات میل کے فاصلے پر گوگھرا پہاڑ کے دامن میں فوجی پڑاؤ ڈالا۔ مظفر خاں نے قلعے کے باہر نکل کر سالار ساہو کا خیر مقدم کیا، اور عرض کیا کہ حضور قلعے کے اندر قیام کریں۔ اور جیسا مناسب خیال فرمائیں۔ قلعہ کا انتظام کریں۔

سالار ساہوؒ نے خوش مزاجی سے جواب دیا۔ کہ آپ کا مددگار رہوں ریاست کا طلبگار نہیں۔ قلعے کے اندر قیام نہیں کروں گا۔

سالار ساہوؒ نے بھکو جھیل کے کنارے خیمے استادہ کرائے۔

دوسرے دن سے معرکہ عظیم شروع ہوا۔ کئی دن مسلسل جنگ کے بعد اسے بھیروں اور سوم کرن میدان جنگ سے فرار ہو کر گھاٹیوں میں

محصور ہو گئے۔ اس فتح کے بعد سالار ساہو قلعہ کے اندر تشریف لے گئے اور مسجد تعمیر کرائی۔ سلطان محمود کا نام خطبے میں شامل کرایا۔ کابل سے فتح کی مبارکباد اور خوش خبری روانہ کی۔ سلطان محمود اس فتح سے نہایت خوش ہوئے، جاگیر ریاست و خلعت سے سرفراز کیا۔

سلطان نے لکھا کہ اگر راجے جیپال والی قنوج مطیع اسلام ہو جائے یا خراج دینے پر آمادہ ہو تو مطلع کرو ورنہ جہاد نہ کرو، کیونکہ یہ معرکہ خود ہمیں سر کرنا ہے۔

Scanned with CamScanner

ظہورِ نورِ ولایت

مہر مسعود جب ہوا تاباں | ہو گیا عرش و فرش نورانی
غیب سے آئی یہ ندائے سعید | قطب عالم حبیب سبحانی
۱۳۰۵ھ

ہوا تابندہ طالع مسعود | خاک میں کفر کے ملے خاکے
سال ہجری یہی نکلتا ہے | قبلہ و کعبہ، دین و دنیا کے
۱۳۰۵ھ

۲۱ رجب المرجب ۱۳۰۵ھ روز یکشنبہ صبحِ صادق مہر ولایت نے اپنی نورانی کرنوں سے ہندوستان کی تاریک فضا کو منور فرمایا۔

سید سالار مسعود کے والد معظم پہلوان لشکر محمود سالار ساہو نے تین روزہ جشن کا اہتمام کیا۔ تمام اجمیر کے بازار و شہر آراستہ و پیراستہ کئے گئے۔ فقراء و مساکین کو اتنا زر و جواہر تقسیم کیا گیا کہ تونگر ہو گئے، افسران فوج کو خلعت فاخرہ اور انعام و اکرام سے نوازا گیا۔

فرزند دلبند کی ولادت باسعادت کی اطلاع سلطان محمودؒ کو دی۔

سلطان اس خبر فرحت اثر سے نہایت مسرور ہوئے۔ اور انھوں نے قاصدوں کو خلعت و انعام سے نوازا۔ اور سالار ساہو، سترمعلی اور نومولود مسعود کے لئے لباس گراں مایہ اور فرمان شاہی ارسال کیا کہ ریاست ہندوستان آپ کو مبارک ہو۔ والیٔ قنوج کو سمجھا کر اطاعت اسلام پر آمادہ کرو، اگر راضی نہ ہو تو ہمیں اطلاع دو، ہم خود اس مہم کو سر کریں گے اور ایک نظر فرزند مسعود کو بھی دیکھ لیں گے۔ سالار ساہو نے حاکم قنوج کو ہر طرح سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی، مگر وہ بجائے راہ پر آنے کے آمادۂ جنگ نظر آیا۔ مجبوراً سالار ساہو نے اس کی اطلاع سلطان کو بھیج دی۔ سلطان محمود اپنے ہمراہ لشکر جرار لے کر آئے۔ اور اجمیر پہونچ کر قیام کیا۔ سالار ساہو اور مظفر خاں نے سلطان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ افسروں نے نذرانے پیش کئے۔

سلطان محمود نے صاحبزادۂ مسعود کو دیکھ کر نہایت محبت و مسرت کا اظہار کیا۔ جب تک قلعۂ اجمیر میں قیام فرما رہے، سالار مسعود کو اپنے سے جدا نہ کیا۔ چند دن کے بعد سالار ساہو اور مظفر خاں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے، اور متھرا فتح کرنے کے بعد قنوج پر حملہ آور ہوئے۔

"روضۃ الصفا" میں اس واقعہ کی پوری تفصیل یوں درج ہے۔

Scanned with CamScanner

کہ جب سلطان نے خوارزم کی مہم سر کرلی، اور چار مہینے موسم سرما کے قلعہ میں گذار دیئے، تو موسم بہار آتے ہی سلطان نے ہند کا سفر اختیار کیا۔
ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادے ہمراہ تھے

اکثر مورخین کا قیاس ہے کہ گشتاسپ پسر اسفندیار کے علاوہ اس علاقے پر کوئی بیرونی حاکم فتح حاصل نہ کرسکا تھا، لیکن مولانا نظامی نے اس خیال کی تردید کی، کیونکہ انھوں نے "سکندر نامہ" میں سکندر کے قنوج فتح کرنے کا تذکرہ کیا ہے، اور راجہ قنوج کی دختر کو ہمراہ لے جانے کا واقعہ تحریر کیا ہے، مگر اسلامی حکمرانوں میں اب تک کوئی اس دشوار گذار علاقے تک نہیں پہنچا تھا۔

"صاحب تاریخ فرشتہ" اور "مرات مسعودی" نے لکھا ہے کہ سلطان نے متھرا کی خوبصورتی سے متاثر ہوکر شرفائے غزنی کو لکھا تھا کہ "یہاں عمارات عجیب و غریب، مکان ہزار در ہزار، بت خانے بے شمار سنگ خام اور مرمر کے نظر آئے، پانچ بت بڑے طلائی مرصع پائے، یاقوت گراں بہا آنکھوں میں جڑے تھے، ایک یاقوت چار مثقال کا پایا، اور چار ہزار چار سو مثقال سونا ہاتھ آیا۔"

والیٔ قنوج سلطان کی آمد کی خبر پاکر روپوش ہوگیا، سلطان راستے کے تمام قلعے فتح کرتے ہوئے ۸ / شعبان المعظم ۴۰۹ ہجری کو قنوج پہنچے، یہاں دریا کے کنارے سات مضبوط اور بلند قلعے نظر آئے، قلعہ داروں نے سلطان کی فوج کو دیکھ کر قلعے کے دروازے بند کرلئے اور مقابلے کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ مگر مقابلے کی جرأت نہیں ہوئی، ایک دن رات میں موقع پاکر سب فرار ہوگئے۔

رائے جے پال اپنے درباریوں کے ساتھ ایک تہہ خانے میں گرفتار ہوا، اور سلطان نے حکم پر قنوج سے جلا وطن کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے رائے چندر پال پر حملہ کیا، اور پہلے ہی حملے میں شکست دی، راجگان ہند کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ سلطان محمود قلعوں پر قلعے فتح کرتے جا رہے تھے، سلطان نے قلعۂ رائے چندر رائے پر لشکر کشی کی، لیکن مقابلے کی نوبت نہ آسکی، کیونکہ رائے چندر رائے نے راہِ فرار اختیار کی، تین دن تک سلطان نے تعاقب جاری رکھا، اس مہم میں تیس لاکھ دینار، جنگی ہاتھی اور بے شمار جواہرات غنیمت میں حاصل ہوئے۔

اس مہم میں کالنجر جو کا ہلے کے نام سے مشہور تھا، اور کشمیر کے دامن میں واقع تھا فتح ہوا۔ والیٔ کالنجر گل چند مارا گیا۔

ملک محمود کو حاکم مقرر کر کے سلطان دار السلطنت واپس آئے، اور جامع مسجد، عالیشان مدرسہ تعمیر کرایا، اور ایک کتب خانہ قائم کیا۔

"تاریخ محمودی" میں تحریر ہے کہ جب سلطان محمود غزنی کی جانب روانہ ہونے لگے، تو سالار ساہو نے سلطان سے ہمرکابی کی اجازت طلب کی۔ لیکن سلطان نے حکم دیا کہ "ہندوستان حقیقت میں تم نے فتح کیا ہے، ہم نے یہ ملک تمہیں بخشا۔"

پھر خلعت گراں مایہ دیکر لاہور سے رخصت کیا۔ مظفر خاں کو بھی خلعت دیکر سالار ساہو کے ہمراہ کر دیا۔

سالار ساہو نے رائے جے پال سے اطاعت کا اقرار لے کر اور جزیہ وصول کر کے دوبارہ قنوج کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور خود اجمیر کے قلعے میں قیام کیا۔

Scanned with CamScanner

تعلیم و تربیت

جب سالار مسعود کی عمر چار سال چار مہینے اور چار دن کی ہوئی تو سالار ساہو نے فرزند ارجمند کو سید ابراہیم کے پاس بھیجا، اور بسم اللہ شروع کرانے کا نذرانہ چار گھوڑے مع زر و جواہر نذر کئے، غریب و نادار لوگوں کو اتنا دیا کہ وہ امیر و کبیر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سالار مسعود کو نعمت ولایت سے سرفراز کیا، نو سال کی عمر مبارک میں آپ ظاہری اور باطنی علوم سے مزین ہو گئے، دس برس کی عمر سے عبادت و ریاضت اور شب بیداری کا ذوق بیدار ہوا، ہر روز ایک پہر دن تک نماز چاشت، درود، تلاوت قرآن سے فرصت پا کر دیوان عام میں تشریف لاتے، دو پہر تک درویشان با کمال اور اہل باطن صاحبان حال و قال سے لطف لیتے، ان کے ہمراہ خاصہ تناول فرماتے، پھر محل سرا میں قیلولے کے لئے جاتے، پھر بعد نماز ظہر دیوان عام میں تشریف فرما ہوتے، اور افسران فوج اور شاہزادگان ہم عمر سے ملاقات کرتے، کبھی سیر و شکار کو جاتے۔

نیزہ بازی، تیر اندازی اور شمشیر زنی کی مشق کرتے، نہایت خوش آہنگ اور خوش تقریر تھے، فصاحت و بلاغت سے سامعین کو محو حیرت کر دیتے تھے، جود و سخا اور لطف و عطا کا یہ عالم تھا کہ سب انھیں فخر حاتم کہتے تھے۔

ہمیشہ با وضو رہتے اور اکثر نفل نمازیں ادا فرماتے رہتے تھے۔

Scanned with CamScanner

جائے نشست نہایت پاک وصاف رہتی، نفیس عطریات کا ذوق اور
پان نوش فرمانے کا شوق تھا۔
چند ہزار جوان فرشتہ صورت، خوش مزاج، لباس فاخرہ زیب تن
کئے عطر لگائے اور پان کھائے حاضر بارگاہ رہتے تھے۔
سالار ساہو نے اس حکمت عملی اور شان و شوکت کے ساتھ امور
مملکت انجام دیئے کہ دس سال تک ملک میں امن و امان قائم رہا، اس
مدت میں سلطان محمود خراسان کی مہم میں مصروف رہے۔
اسی درمیان کوہ کابیلر کے مفسدوں نے بغاوت شروع کر دی۔
حاکم کابیلر نے سلطان محمود کے حضور اپنی درخواست روانہ کی، اور مدد
کا طالب ہوا۔
سلطان نے اپنے بہنوئی اور سپہ سالار ہند سالار ساہو کو لکھا، کہ
بجائی نصف لشکر اجمیر میں چھوڑو، اور نصف فوج لے کر کابیلر کی جانب
فوراً کوچ کرو۔ وہاں شرارت پسندوں نے روپئے کے بل بوتے پر علم
بغاوت بلند کر دیا ہے، ان کی جانب فوراً توجہ دو، ہم مہم خراسان میں مصروف
ہیں، اور کابیلر سے کافی دور ہیں، ورنہ تم کو زحمت نہ دیتے۔
سلطان کا خط ملتے ہی سالار ساہو کابیلر کی جانب عجلت کے ساتھ
روانہ ہو گئے، لیکن سرکش لوگ شہر کو تاراج کر چکے تھے اور فرار ہو گئے تھے
سالار ساہو نے ان کا تعاقب کیا۔ اور انھیں گھیر کر ان کے انجام تک پہنچایا
اور ان کی خودسری کی پوری سزا دی۔ سرکشوں کی پوری سرکوبی کے بعد
سالار ساہو کابیلر میں داخل ہوئے۔ ناظم کابیلر نے استقبال کیا، اور فتح
نامہ سلطان کو روانہ کیا۔ سلطان نے نامۂ فتح کے جواب میں کابیلر کی جاگیر

Scanned with CamScanner

بھی سالار ساہو کو بخش دی۔

سالار ساہو نے فوراً سالار مسعود اور ان کی والدہ معظمہ کو اجمیر سے کابیلر بلالیا۔

پہلی فتح

درمیان سفر شیوکن اور وشنو (خواجہ احمد وزیر اعظم سلطان محمود کے سالے) بارگاہ مسعود میں حاضر ہوئے، اور درخواست پیش کی کہ آپ تمام ہمراہیوں کے ساتھ دعوت قبول کریں۔

سید سالار مسعود غازی نے انکار فرمایا۔

شیوکن نے پھر اصرار کیا کہ اگر آپ تشریف نہ لائیں تو میں کھانا خود حاضر کر دوں، آپ نے پھر انکار کیا اور شہر کے باہر خیمہ زن ہو گئے۔

سویرے شیوکن دو من مٹھائی ناشتے کے لئے لیکر حاضر ہوا، اور کہا کہ حضور کے لئے یہ مٹھائی خاص طور سے تیار کرائی گئی ہے۔ آپ نے مٹھائی داروغۂ مطبخ کو بھجوادی اور سخت تاکید کر دی کہ اس مٹھائی کو کوئی شخص استعمال نہ کرے۔ دوسری منزل پر وہ مٹھائی ملک نیک بخت سے منگوائی اور ایک کتے کے سامنے ڈال دی۔ کتا وہ مٹھائی کھاتے ہی مرگیا۔ آپ نے فرمایا۔ شیوکن ہم لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

آپ نے چند جاسوس فوری طور پر روانہ کئے تاکہ وہ شیوکن کی خبر لائیں جاسوسوں نے بتایا کہ شیوکن نہانے کے بعد پوجا کرنے گیا ہے

سالار مسعود نے فوراً شیوکن کا محاصرہ کرلیا۔ شیوکن نے مقابلہ کیا۔ اور شکست کھا کر اہل وعیال کے ساتھ گرفتار ہوا۔

Scanned with CamScanner

سید سالار مسعود غازی کی اس وقت عمر صرف دس سال تھی اور یہ ان کی پہلی فتح ہے

شیوکن کا بھائی نرائن لڑائی سے فرار ہو کر سیدھا اپنے بہنوئی خواجہ احمد وزیر کے پاس غزنی پہنچا، اور سالار مسعود کی شکایت سلطان کے حضور پیش کی کہ انھوں نے بے قصور ہماری جاگیر تباہ کر کے ہمارے بھائی کو گرفتار کر لیا ہے۔

اسی درمیان سالار مسعود کا خط سلطان محمود کو پہنچ چکا تھا۔ سلطان نے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط پہونچنے سے پہلے نرائن آیا تھا، اس نے جھوٹ بول کر تمہارے خلاف بدگمانی پیدا کرنی چاہی تھی۔ تم شیوکن کے ہمراہ جب یہاں آؤ گے، اور زبانی تفصیل بیان کروگے تو تمہارے سامنے اس نمک حرام کو سخت سزا دی جائے گی۔

اس خط سے خواجہ احمد وزیر سلطان محمود کو بہت صدمہ ہوا۔ اور اس کے دل میں کدورت پیدا ہو گئی۔

سلطان محمود خراسان فتح کرنے کے بعد غزنی واپس آئے، تو انھوں نے سالار ساہو کو خط بھیجوایا کہ تم مع فرزند مسعود غزنی آجاؤ۔

سالار ساہو اپنے بیٹے مسعود کے ہمراہ غزنی گئے تو سلطان نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ اس پذیرائی کی بنا پر سلطان محمود کے بیٹے بھی سالار مسعود سے حسد کرنے لگے۔

Scanned with CamScanner

معرکۂ سومنات

سنہ ۴۱۵ھ میں سلطان محمود بلخ کے حکمراں علی تگین کی سرکوبی کرنے گئے سرداران ماوراء النہر یوسف قدرخاں اور خاکمان ترکمان نے ان کا استقبال کیا۔ علی تگین نے راہ فرار اختیار کرنا چاہی۔ لیکن گرفتار کر لیا گیا۔

ایک دن سلطان محمود نے سالار ساہو سے مشورہ کیا کہ سنہ [illegible]ھ میں بھگر جا دے ہندوؤں نے یہ خبر اڑائی کہ سومنات ناراض ہیں۔ اسی لئے ملک پر یہ تباہی آئی ہے جس دن محمود سومنات کا رخ کریگا۔ اسی دن تباہ ہو جائیگا اسلئے اگر سومنات کو منہدم کر دیا جائے، تو ان کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔

سالار ساہو نے بسم اللہ۔ جزاک اللہ کہہ کر سلطان محمود کے ارادے کی تائید کی۔

خواجہ احمد وزیر اعظم سلطان محمود کو یہ فیصلہ ناگوار گذرا۔ مگر مصلحتاً خاموش رہا۔

"روضۃ الصفا" کی تحریر کے مطابق ۱۰ شعبان سنہ ۴۱۵ھ کو سلطان اپنے خاص لشکر کے ساتھ تیس ہزار ترکی سوار لے کر سومنات پہونچے۔

تاریخ فرشتہ، حبیب السیر وغیرہ میں درج ہے کہ سومنات ہندوستان کا سب سے عظیم بتکدہ تھا۔ سوم چاند کو اور ناتھ مالک کو کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

چاند کا یہ مندر اپنی شہرت اور تقدس کے اعتبار سے پورے ملک کا مرکز عقیدت تھا۔ یہاں رات کو پوجا ہوتی تھی۔ اس میں بے شمار تہہ خانے تھے۔ جن میں ہزاروں خوبصورت دوشیزائیں اور رقاصائیں رہتی تھیں۔ دس ہزار گاؤں کی مال گذاری سے مندر کے اخراجات پورے کئے جاتے تھے۔ راجاؤں اور عقیدت مندوں کے چڑھاوے اس میں شامل نہیں ہیں۔

زیورات اور جواہرات کا اس قدر انبار تھا کہ اس کی مثال کسی بادشاہ کے خزانے میں بھی موجود نہیں تھی۔ ایک زنجیر سونے کا جس کا وزن دو سو من تھا۔ جو جواہرات سے آراستہ تھی اور جس میں مرصع گھنٹے اور گھنٹیاں بندھی تھیں، اس زنجیر کو پوجا کے وقت دو ہزار برہمن کھینچ کو بجاتے تھے تین سو حجام اور تین سو بھجن گانے والے روزانہ خدمت پر مامور تھے، پانچ سو لڑکیاں اپنے رقص سے دیوتا کو خوش کرتی تھیں۔ یہ تمام لڑکیاں ہندوستان کے والیانِ ریاست کی تھیں، جنھیں ان کے والدین دیوتا کی خدمت کے لئے نذر کر دیتے تھے۔

دریائے گنگا سے ہر روز پانی فراہم کیا جاتا تھا جس سے دیوتا کا غسل ہوتا۔ یہ پانی بارہ سو میل کی دوری سے ہر روز سومنات پہونچتا تھا۔

سلطان محمود اپنے لشکر کے لئے تیس ہزار اونٹ پانی اور گھاس ہمراہ لے کر جنگلوں اور ویرانوں سے گذرتے ہوئے سومنات کے مقابل پہونچے، ان کا پہلا مقابلہ اجمیر سے آئی ہوئی فوجوں سے ہوا۔ "تاریخ فرشتہ" کے مطابق سلطان نے اجمیر کی فوجوں کو شکست دے کر نہرولہ ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ سومنات کے قریب سلطان کو سمندر کے کنارے ایک قلعہ نظر آیا۔ جس کی فصیلوں کو پانی کی موجیں چھو رہی تھیں، قلعے کے لوگوں نے سلطان کی

فوجوں کو اطمینان سے دیکھا۔ ان کا خیال تھا کہ سلطان کی موت ہی یہاں کھینچ کر لائی ہے، وہ سومنات کے عتاب سے کسی طرح نہیں بچ سکتے ہے۔

سلطان نے قلعہ پر حملہ کیا، اور تمام دن جنگ کرنے کے بعد رات کو قلعہ کی فصیل کے نیچے قیام کیا، سویرے سلطان نے غازیوں کے ساتھ خود بھی حملہ کیا، اور سیڑھیاں لگا کر قلعے کے اندر پہونچ گئے۔

تیسرے دن بیرم دیو نے اپنی بے شمار فوجوں کے ساتھ سلطان کا مقابلہ کیا۔ سلطان اتنی بڑی جمعیت اور فوجوں کی کثرت دیکھکر فکر مند ہوگئے انھوں نے منت مانی کہ سومنات کا تمام مال غنیمت غریبوں میں تقسیم کر دونگا حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا خرقۂ مبارک ہاتھ میں لے کر اس کے وسیلے سے بارگاہ رب العزت میں فتح و نصرت کی دعا مانگی، اسی وقت زور دار بجلی کڑکنے کی آواز سنائی دی، اور ایسی بھیانک تاریکی چھائی کہ ہزاروں ہنود آپس میں ایک دوسرے سے لڑ کر ہلاک ہوگئے، اور باقی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگے، مگر سلطان محمودؒ کے سپاہیوں نے انھیں فرار کا موقع نہیں دیا۔ اور انھیں بھی قتل کر دیا۔

فتح کا نقارہ بجتے ہی سومنات کا زوال ہوگیا۔

اسی شب کو حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے عالم خواب میں محمود سے فرمایا۔

"محمود تم نے فتح سومنات جیسی معمولی چیز مانگ کر میرے خرقے کی قیمت گھٹائی، اگر روئے زمین کے سارے لوگوں کے لئے دعا کرتا، تو اللہ سب کو سلام عطا کرتا"

اس محاذ پر نوجوان مسعود نے جس جواں مردی اور بہادری کا ثبوت

دیا۔ اس سے سلطان محمود بھانجے کا اور بھی گرویدہ ہو گیا۔

پھر سلطان نے اپنے گرز کی ضرب سے سومنات کے سر کو پاش پاش کر دیا، شکست سومنات کے بعد لعل و جواہر کے انبار لگ گئے۔

تاریخ زین المآثر، میں تحریر ہے کہ یہ بُت خانہ اصل میں تاریک تھا مگر جواہرات کی قندیل سے بقعۂ نور بنا رہتا تھا۔

سومنات پتھر کی ایک مورت تھی، جو پانچ گز لمبی تھی، جس میں دو گز زمین کے اندر گڑی ہوئی تھی، سلطان نے اسے اکھاڑ کر اپنے ہمراہ لیا۔ اور قرب و جوار کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

اس معرکہ میں ایک مقناطیس کا بت بھی نظر آیا، جو آہنی کمرے میں معلق تھا، اس کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے تھے، سلطان نے اس بتکدے کی دیوار گرا کر اس طلسم کو بھی توڑ دیا۔ پھر راجہ بیرم دیو کو شکست دیکر اس کے علاقے نہرولہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

سلطان کو یہ علاقہ اتنا پسند آیا کہ انھوں نے غزنی سالار مسعود کو دیکر خود یہاں دارالسلطنت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر مشیران حکومت نے اس مشورہ کو پسند نہ کیا اور کہا کہ اس سے نظام سلطنت میں خرابی پیدا ہوگی، اور توازن برقرار نہ رہ سکے گا۔

سلطان نے دابشلیم مرتاض کو اطاعت اسلام کا عہد لے کر نہرولہ گجرات اور سومنات کا حاکم مقرر کیا، اور خود غزنی کا سفر اختیار کیا۔

راستے میں راجہ بیرم دیو، اجمیر اور جاٹوں کی ایک بڑی جمعیت نے مقابلہ کیا، مگر سلطان نے ایک غیر مسلم واقف کار کی مدد سے سندھ کے جنگل سے ملتان کا سفر جاری رکھا، راستے میں یہ واقعہ پیش آیا، کہ وہ راہبر

ایسے راستے سے سلطانی فوجوں کو لایا کہ جہاں پانی نایاب تھا۔ لشکر کے لوگ پیاس سے بیتاب ہونے لگے۔ آخر انھوں نے اپنی پیاس کا اظہار سلطان سے کیا۔ سلطان نے راہبر کو بلا کر اس سے دریافت کیا کہ تم کس راستے سے لائے ہو کہ پانی ملنا دشوار ہے۔

اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے اپنے آپ کو سومنات پر قربان کر دیا میں تم لوگوں کو اس بیابان میں لے آیا ہوں۔ جہاں تم زندگی بھر بھٹکو گے مگر راستہ نہ پاؤ گے، آخر بھوک پیاس تم لوگوں کو ختم کر دے گی، اور میرا مقصد پورا ہو جائے گا۔ یہ گفتگو سن کر سلطان نے اسے اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔

سلطان محمود تنہا لشکر سے باہر آئے اور تاج شاہی اتار کر سجدہ ریز ہو گئے، اور پروردگار عالم سے دعا کی کہ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں صراط مستقیم دکھا۔ دعا مقبول بارگاہ خداوندی ہوئی، سلطان نے سویرے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ کچھ دور پر پانی کا چشمہ نظر آیا۔ اور اس صحرائے پرخطر سے نجات ملی۔

معرکۂ سومنات سے کئی کرامات وابستہ ہیں۔ "صاحب نفحات" کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی ستر سال کی عمر میں اپنے مریدوں کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے، ایک روز دشمن نے اچانک حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ سلطانی لشکر منتشر ہو جائے کہ اتنے میں حضرت خواجہ ابو محمدؒ نے اپنے ایک مرید محمد کاکو مجذوب کو آواز دی۔

محمد کاکو مجذوب اس وقت چشت میں موجود تھے۔ آواز کے ساتھ ہی وہ لشکر میں تشریف لے آئے اور دشمنوں کو بھگا دیا۔

لوگوں نے محمد کاکو کو قصبہ چشت میں دیکھا جو پتھر اٹھا اٹھا کر دیواروں پر مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سلطان محمود کے ہمراہ جہاد کر رہا ہوں مرشد کے حکم پر امداد کر رہا ہوں۔

سومنات فتح کرنے کے بعد سلطان غزنی آئے تو برہمنوں نے خواجہ احمد وزیر کے ذریعہ سلطان سے درخواست کی کہ سومنات انھیں واپس کر دیا جائے۔ وہ اس کے معاوضے میں اتنا ہی سونا خزانے میں داخل کر دیں گے۔

سلطان نے سالار مسعود سے مشورہ طلب کیا۔

سالار مسعود غازی نے جواب دیا کہ آپ بت کے معاوضے میں سونا ضرور لے سکتے ہیں لیکن قیامت کے دن جب آذر بت تراش اور محمود بت فروش ایک جگہ جمع ہوں گے، تو کیا ندامت ہوگی۔

سلطان محمود یہ جواب سن کر کانپ گئے اور بھانجے کو سینے سے لگا لیا۔ پھر سلطان نے کہا کہ میں کیا کروں، ایفائے عہد اسلام میں ضروری چیز ہے۔ سالار مسعود نے کہا آپ خود وعدہ خلافی نہ کریں، بلکہ وہ بت میرے حوالے کر دیں میں اس مسئلے کو حل کر دونگا، اور بات آپ تک نہ پہنچنے دوں گا۔

سلطان نے کہا بہتر ہے۔

سالار مسعود نے اس بت کے ناک کان کاٹ کر اس کا چونا بنوایا۔ اور اس میں سے کچھ صندل میں ملایا، اور کچھ پانی میں بھگو دیا۔

برہمن خواجہ احمد کے ہمراہ بت حاصل کرنے کے لئے آئے تو سلطان نے کہا کہ صاحبزادہ مسعود کے پاس چلے جاؤ، خواجہ احمد یات کی گہرائی

سمجھ گیا۔ اور ان برہمنوں کے ہمراہ نہیں گیا۔

برہمن سالار مسعود کے حضور گئے تو آپ نے ان کو عزت و احترام سے بٹھایا۔ اور صندل کا ٹیکہ لگایا، اور پان پیش کئے۔

جب برہمنوں نے بت طلب کیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ تو تمہیں مل چکا۔ تمہارے جس صندل کا ٹیکہ لگایا گیا۔ اور پان میں تم نے جو چونا کھایا وہ اسی بت کا تھا۔ برہمن یہ سن کر خواجہ احمد وزیر اعظم سلطان محمود کے پاس فریادی کر گئے۔

سالار مسعود کے اس عمل سے ناراض ہو کر خواجہ احمد نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیدیا۔ اور برہمنوں کو ورغلانے لگا کہ تم اپنے ملک واپس جاکر بدامنی پھیلاؤ۔

جس وقت سومنات کا بت توڑا گیا تو اس کے اندر سے اس قدر جواہرات نکلے کہ ان کی قیمت کا اندازہ لگانا ممکن نہ تھا۔

خواجہ احمد ایک عرصے تک سلطان کا وزیر اور ہمراز رہا تھا۔ اسلئے اس کی سازش سے انتظام حکومت میں فرق آنے لگا۔ سلطان نے مصلحتاً اسے دوبارہ وزارت عظمیٰ پیش کی۔ خواجہ احمد نے بیدلی سے وزارت قبول تو کرلی۔ لیکن وہ سالار مسعود کی موجودگی کو اپنے لئے رکاوٹ سمجھتا تھا۔ اس نے سلطان سے کہا کہ سالار مسعود کو ہندوستان روانہ کردیں تاکہ کابل کا نظام درست ہوجائے۔

سلطان محمود اصل بات خوب سمجھتے تھے اسی لئے انھوں نے تنہائی میں سالار مسعود سے کہا کہ فرزند تم کچھ دنوں کے لئے کاہلیر جاکر سیر و شکار کا لطف لو۔ میں مناسب موقع پر خواجہ احمد کو قید کرکے امیر جنگ میکائیل کو

وزیر اعظم بناؤنگا۔ اور تمہیں کابیل سے غزنی بلوالونگا۔
آپ نے کہا کہ میں کابیل جانے کے بجائے ہند میں جہاد کروں گا۔ اور تبلیغ اسلام کروں گا۔ سلطان نے بہت اصرار کیا۔ لیکن سالار مسعود نے کابیل جانے سے انکار کیا۔ سلطان نے سالار ساہو کو خط لکھا کہ فرزند مسعود آرہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہند جانے کا ہے تم انھیں کابیل میں روک لینا۔ میں چند دنوں میں انھیں واپس بلالوں گا۔
سالار مسعود کے ہمراہ گیارہ ہزار فداکار اور جذبۂ جہاد سے سرشار لشکری تھے، جب سالار مسعود اپنے والد محترم سالار ساہو کے پاس پہنچے تو انھوں نے آپ کو کابیل میں روکنا چاہا۔ لیکن سالار مسعود کے جذبۂ جہاد کو دیکھتے ہوئے وہ مجبور ہو گئے۔ انھوں نے کہا کہ بیٹا میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ لیکن سالار مسعود نے والد محترم سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے ہمراہ گئے تو خواجہ احمد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور ماموں جان کو غلط فہمی میں مبتلا کرے گا کہ مسعود نے اپنے والد کو بھی بہکا دیا۔ اس لئے کابیل میں آپ کی موجودگی ضروری ہے۔
سالار ساہو نے لائق فرزند کی یہ بات تسلیم کرلی۔ اور چند تجربہ کار و جہاندیدہ بہادروں کو آپ کے ہمراہ کر دیا۔

سالار غازی ہند میں

سالار مسعود شکار کھیلتے ہوئے ہند کی جانب روانہ ہوئے، ایک جگہ ایک باز نظر آیا۔ آپ نے تیر چلایا۔ وہ باز اڑ کر ایک درخت پر بیٹھ گیا۔ آپ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ کچھ دیر مراقبہ فرمایا۔ اور

Scanned with CamScanner

بیلداروں کو بلواکر وہ درخت گروادیا۔ اسی درخت کے نیچے آپ کو ایک خزانہ خطیر حاصل ہوا۔ آپنے اسی خزانے سے پیشگی تنخوا ہیں ادا فرمائیں، اور نئی فوج بھرتی کی۔ آپ نے دریائے سندھ کے کنارے قیام فرمایا۔

امیر حسن عرب اور امیر بایزید جعفر نے حسب الحکم پانچ ہزار سوار لے کر شیو پور کا محاصرہ کیا۔ اور راجہ ارجن کو شکست دی۔ اس جنگ میں دس لاکھ اشرفی اور قیمتی اسباب مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا جسے سالار مسعود نے انھیں لوگوں کو عنایت کردیا۔ پھر کشتیوں سے دریا پار کیا۔ اور ملتان کی جانب روانہ ہوئے۔

رائے انگپال کے سفیر حاضر ہوئے اور انھوں نے بارگاہ مسعود میں عرض کیا کہ آپ کا ادھر آنا مناسب نہیں تھا آپ واپس چلے جائیں، ورنہ بلاسبب کشت وخون ہوگا۔

سالار مسعود نے تمام سفراء کو خلعت وانعام دے کر جواب دیا، کہ خدا کا ملک ہے، بندے کو ملکیت کا دعویٰ کیا۔ ہمارے جد اعلیٰ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؓ نے جہاد کیا، اور شریعت محمدیؐ قائم کی، ہم انھیں کی اولاد ہیں۔ آمادہ جہاد ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کروگے تو ہمارے بھائی ہو، ورنہ تلوار فیصلہ کرے گی۔

رائے انگپال اس جواب سے برہم ہوگیا اور جنگ کی تیاری شروع ہوگئی۔

امیر حسن عرب، امیر بایزید جعفر، امیر ترکان، امیر تقی، امیر فیروز عمر، ملک امجد جو نہایت تجربہ کار افسر اور جاں نثار سردار تھے، انھوں نے انگپال کا محاصرہ کرلیا۔ اور جنگ کرکے شکست دی۔

سید سالار مسعود غازی نے برسات کے چار مہینے ملتان میں گذارے جاڑوں میں اجودھن کی جانب روانہ ہوئے اور اسے بھی نہایت آسانی سے فتح کر لیا۔
ایک سال اجودھن قیام کرنے کے بعد دہلی کی جانب کوچ کیا۔

Scanned with CamScanner

وصالِ سُلطان محمودؒ

جب سالار مسعود عازم ہند ہوئے تھے تو اپنے پانچ رفیقوں کو سلطان محمود کی بارگاہ میں چھوڑ آئے تھے۔

سالار سیف الدین بختیار، سید عزالدین، ملک دولت، اور میاں رجب یہ سب حکومت میں معزز عہدوں پر فائز تھے۔

سلطان محمود ضعیفی کی بنا پر زیادہ وقت ملک ایاز کے ہمراہ گذارتے تھے، خواجہ احمد وزیر اعظم نے جو سالار مسعود کا حاسد تھا ان کے رفیقوں میں سے میاں رجب کو بغیر سلطان کی اطلاع کے ان کو جاگیر سے معزول کر دیا۔

خواجہ احمد کی شرارتوں سے بددل ہو کر یہ تمام سردار ہندوستان آگئے، اور سید سالار مسعود کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے۔

"صاحب روضۃ الصفا" نے تحریر کیا ہے کہ جب خواجہ احمد کی بیباکی انتہا کو پہونچی، اور اس نے سلطان کی ایذا رسانی سے بھی دریغ نہ کیا تو اس کو گرفتار کر کے قلعہ کالنجر ہند میں قید کر دیا گیا۔ خواجہ احمد بن حسن میمندی نے اٹھارہ سال تک وزارت کر کے تیرہ سال قید میں گذارے۔ اور قید ہی میں انتقال کیا۔

خواجہ احمد کے معزول ہونے کے بعد احمد حسین بن امیر خنگ کو وزیر اعظم

نامزد کیا گیا۔

۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ جو کو پینتیس ۳۵ سال حکومت کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت بڑھانے کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں سلطان محمودؒ کا وصال ہوا۔ قصر فیروزہ غزنی میں سپرد خاک ہوئے۔

حضرت محمود غازی غزنوی — واقفِ اسرار اللہ الصمد

شد بجنت خامہ ام سالِ وفات — زد رقم مقبول درگاہ احد

۴۲۱ھ

"تاریخ فیروز شاہی کلاں" اور "تاریخ فرشتہ" کے مطابق سلطان محمودؒ کے انتقال کے بعد جمال الملت جمال الدین سلطان محمد فرزند خورد نے حسب وصیت گورگان سے آکر غزنی کی حکومت سنبھالی۔

شہاب الدین سلطان مسعود جو جلال الدین سلطان محمد کے بڑے بھائی تھے۔ انھوں نے جنگ کر کے تخت غزنی پر قبضہ کر لیا۔ ★

Scanned with CamScanner

سید سالار غازیؒ کی فتوحات

سالار مسعود اجود ہن سے دہلی کی جانب روانہ ہوئے، دہلی میں اس وقت رائے مہی پال کی حکومت تھی، جو نہایت جری اور شیر دل حکمراں تھا اس کے پاس مال و دولت اور سپاہ کی کثرت تھی، اسی لئے سلطان محمود نے جب لاہور فتح کیا تو دہلی کا محاذ کھولنے کی ہمت نہ پڑی۔

سالار مسعود نے دہلی کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ آپ کی آمد کی اطلاع پا کر رائے مہی پال بھی اپنی فوج لے کر مقابل آیا، تقریباً ڈیڑھ مہینے تک دن کو جنگ ہوتی اور رات کو دونوں فوجیں آرام کرتیں۔

اسی عالم میں سالار مسعود نے بارگاہ معبود میں دعائے نصرت کی، اسی وقت ہرکاروں نے اطلاع دی کہ سلطان السلاطین مہی بختیار، سالار سیف الدین میر سید عز الدین، میر سید عرب، ملک دولت عرب میاں رجب غزنی سے لشکر لے کر آ گئے ہیں۔

سالار مسعود کو اس خبر سے نہایت فرحت حاصل ہوئی۔ اور اپنی دعا کی قبولیت کا یقین ہو گیا۔ چالیسویں روز دونوں لشکر مقابل ہوئے، سالار مسعود اشرف الملک کے ہمراہ خیمے سے باہر آئے، اسی وقت رائے مہی پال کا پسر رائے گوپال گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا۔ اور گرز کا ایک وار کیا، اس وار سے

Scanned with CamScanner

سالار مسعود غازی کے دو دانت شہید ہو گئے ۔
اشرف الملک نے تلوار کے ایک وار سے رائے گوپال کا کام تمام کر دیا۔
غازی مسعود زخم پر رومال باندھ کر میدان جنگ میں آئے ، اور نقارہ جنگ پر چوب پڑی ، اور نہایت خونریز جنگ شروع ہو گئی ۔ سید عزالدین نے شہادت حاصل کی ۔ یہ دیکھکر غازی سالار نے خود گھوڑے کو ایڑ لگائی ۔ اور باگ ڈھیلی چھوڑ دی ۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ دشمن تاب نہ لا سکے ۔ اور رائے جبی پال کا سارا لشکر شکست کھا کر منہ موڑ کر بھاگا ۔ لیکن خود رائے جبی پال اور اس کے دو بحر بیٹے سری پال نے میدان جنگ نہ چھوڑا ۔ اور دونوں لڑتے ہوئے مارے گئے ،
سید سالار مسعود غازی نے چالیسویں روز دہلی فتح کیا ۔
افسران فوج نے درخواست پیش کی کہ آپ تخت دہلی پر جلوہ افروز ہوں ، اور سکہ چلائیں ۔ سالار مسعود نے تخت نشینی سے صاف انکار کر دیا ، اور پھر سید اعزالدین کو دفن کر کے عالیشان مقبرہ تعمیر کرایا ۔ اور مجاور مقرر کیے ۔
میر بایزید جعفر کو تین ہزار سوار کا سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ چھ ہزار سوار اور بھرتی کر کے دہلی کا انتظام کرو ، اور میاں رجب کو تند مزاج ہونے کی بنا پر کوتوال بنایا ۔ چھ مہینے دہلی میں قیام کرنے کے بعد میرٹھ کی جانب روانہ ہوئے ۔
والیٔ میرٹھ نے مقابلے سے گھبرا کر اطاعت قبول کی ۔ اور اپنے نمائندے بھیج کر اظہار وفاداری کیا ۔ آپ نے میرٹھ کے حاکم کو خلعت اور اعزاز سے نوازا ۔ اور خود قنوج کی جانب روانہ ہو گئے ۔ جب آپ نواح قنوج میں پہونچے تو راجہ قنوج نے انکا شاندار استقبال کیا ، اور عرض کیا کہ یہ مملکت آپ کی ہے کیونکہ جب سلطان محمود نے ہمیں تباہ کرنا چاہا ۔ تو سالار ساہو نے ہماری مدد کر کے یہ ریاست ہمیں واپس دلائی ، اور ہماری عزت و آبرو بچائی ، آپ نے راجہ قنوج کو بھی خلعت اور گھوڑا عنایت کیا ۔ ★

سالارِ مسعود غازی کی سترکھ آمد

سالار مسعود غازی ملیح آباد ہوتے ہوئے سترکھ پہونچے۔ اس زمانے میں سترکھ اور بہرائچ دونوں مقامات نہایت آباد اور خوش نما تھے۔ بہرائچ اپنے مندروں کے لئے مشہور تھا۔ اور نافِ ہند کہلاتا تھا۔

سالار غازی کو سترکھ کی آب وہوا نہایت پسند آئی۔ یہاں کی شکارگاہ میں ہر قسم کے جانور موجود تھے۔ اسی لئے آپ نے یہاں قیام فرمایا۔ اور یہیں سے مجاہدینِ اسلام کے لشکر ہر طرف روانہ کئے۔

سالار سیف الدین اور میاں رجب کوتوال کو بہرائچ روانہ کیا اور میاں رجب کے بیٹے کو کوتوال مقرر فرمایا۔

دونوں افسر جب بہرائچ پہونچے، تو غلہ کمیاب پایا۔ فوراً سید سالار مسعود غازی کو اطلاع دی کہ یہاں قحط پڑا ہوا ہے فوری طور پر غلہ بھجوائیے۔

آپ نے چودھری تماش سدھور، اور چودھری زہرا ملیشی کو طلب کیا اور انھیں حکم دیا کہ کھیتی کراؤ، کاشتکاری کے لئے جس چیز کی ضرورت ہو، سرکار سے طلب کرو، اور غلہ بہرائچ پہونچاؤ۔ ان دونوں نے عرض کیا۔ غلہ ہم پہنچاتے ہیں۔ روپیہ بعد میں لے لیں گے۔ آپ ان کے جواب سے خوش ہوئے، اور عطر و پان اور خلعت و انعام ساتھ ہی زرِ نقد یک مشت دے کر رخصت کیا۔ اور

ملک فیروز عمر کو غلہ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ تاکہ رسد فوری طور پر بہرائچ پہنچائی جا سکے۔

سلطان السلاطین بھی بختیار کو اپنا نائب مقرر کر کے ملک فردوست کی حکومت دی۔ اور فرمایا۔ جہاں جانا خلق محمدی کا نمونہ پیش کرنا۔ پہلے لوگوں کو صراطِ مستقیم کی جانب بلانا۔ اس کے بعد جہاد کرنا۔

یہ فرما کے سینے سے لگایا۔ اور زار و قطار رونے لگے۔ فرمایا، کہا سنا معاف کرنا۔ یہ آخری ملاقات ہے جاؤ خدا نگہبان ہے۔

سید سالار غازی کی نگاہ دوررس نے ان مناظر کو ملاحظہ فرمایا تھا جو آئندہ پیش آنے والے تھے۔ اسی لئے رخصت کرتے وقت آپ پر رقت طاری ہو گئی۔

سلطان السلاطین بھی بختیار نے فردوست[1] کو فتح کیا۔ اور شہر کانپور میں مرتبۂ شہادت حاصل کیا۔ آپ کا مزار پر انوار پھول باغ اور پرانے گنگا کے پل سے پہلے جھاڑی بابا کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں ہزاروں زائرین حاضر ہو کر خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور فیض جاریہ سے نوازے جاتے ہیں۔

سید سالار مسعود غازی کو آپ کی شہادت کی خبر سے بہت دکھ ہوا۔ اور تمام لشکر ایک ماہ تک سوگوار رہا۔

امیر حسن عربؒ صوبہ میں مامور کئے گئے اور میر سید علی معروفؒ گوپامؤ آئے۔ اور لال پیر کے نام سے شہرت حاصل کی۔

سید ملک آدمؒ جو حضرت غازی مسعود کے استاذ بھی تھے ان کی تقرری لکھنؤ ہوئی۔ آپ جھجیا باغ قرب راجہ بازار آرام فرما ہیں۔

---

[1] اس دور میں فردوست جاجمؤ کو کہتے تھے جو کانپور سے تقریباً ۸ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے

ملک فیض کو بنارس روانہ فرمایا۔ اور ستر کھ کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا،

ایک دن کٹرہ مانکپور سے دو آدمی زین اور لگام لے کر حاضر ہوئے

انھوں نے کہا، ہماری مقدس کتابوں میں تحریر ہے کہ اس دیار میں کسی بیرونی

شخص کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی،، اس لئے آج تک باہر کا کوئی تاجدار

ادھر نہیں آیا۔

سکندر رومی نے حوصلہ کیا تھا۔ لیکن پھر اس نے دور اندیشی سے کام

لے کر ادھر آنے کا قصد ملتوی کر دیا۔

سلطان محمود نے بھی گجرات، اجمیر، قنوج تک دھاوا کیا۔ لیکن ادھر

کا رخ نہیں کیا۔ ہمیں تمہاری نوجوانی کا خیال ہے۔ ہم کو نہ ستاؤ اور یہاں

سے فوراً واپس چلے جاؤ۔ ورنہ لاکھوں تلواروں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہو،

یہ سن کر سالار غازی کو جلال آگیا۔ آپ نے فرمایا، یہ جادو کی زین اور

لگام لے کر واپس جاؤ، اگر سفارت پر نہ آئے ہوتے تو انجام دوسرا ہوتا۔

اس بے ادبی اور بیہودگی کی پوری سزا پاتے۔

یہ خدا کا ملک ہے، جس کی تلوار اس کا قبضہ!

یہ جواب سن کر وہ دونوں شخص واپس چلے گئے۔ اور انھوں نے حاکم

کٹرہ مانکپور سے کہا کہ یہ نوجوان فہم و فراست اور جرأت و شجاعت میں بے مثال

ہے جنگ کر کے اس پر فتح حاصل کرنا امر محال ہے۔

ایک حجام جو اس دربار میں موجود تھا، اس نے کہا کہ اس مشکل کام کو میں

آسان کر دونگا، اور صرف اپنی زہر آلود ناخن گیر سے ان کا کام تمام کر دونگا

وہ ناخن گیر لے کر بارگاہ سپہ سالار میں حاضر ہوا۔

آپ نے پوچھا کون ہو۔؟

اس نے کہا مسلمانوں کا میراثی کہلاتا ہوں، حضور کی خدمت میں یہ ناخن گیر نذر کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

سالار غازی نے اس سے ناخن گیر لے کر دو اشرفی عنایت کی، اور اسے رخصت کیا۔ ایک دن سید سالار نے اپنے ہاتھ کے ناخن تراشنے کی غرض سے اس ناخن گیر کو استعمال فرمایا۔ اس کی تیز دھار سے آپ کی انگلی میں خراش آگئی۔ اور زہر نے فوری طور پر اپنا اثر دکھایا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔

طبیب لشکر نے زہر مہرہ پلایا۔ کچھ دیر کے بعد زہر کا اثر زائل ہوا۔ اور آپ صحتیاب ہوئے۔ صدقہ دیا، اور دیوان عام میں تشریف لائے، ہر طرف مسرت اور شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔

اس واقعہ کی اطلاع آپ نے اپنے والد محترم سالار ساہو کو روانہ کی، اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۵ سال تھی۔

آپ کی والدۂ گرامی کو اس واقعے سے اتنی روحانی اذیت پہونچی کہ آپ ۴۲۰ھ میں وصال ہو گیا۔

سالار ساہو نے ان کا جسد خاکی غزنی روانہ کیا اور خود ستر کھ تشریف لے آئے۔ سالار غازی نے اپنے والد محترم کا شاندار اور پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور دولت سرا لائے۔

ملک فیروز شاہ کو ستر کھ آتے ہوئے دریا کے کنارے گھومتے ہوئے تین آدمیوں پر شک گذرا، انھیں فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے قبضے سے خطوط برآمد ہوئے، ان میں سے دو جادوگر تھے جو زین اور لگام لے کر آئے تھے اور تیسرا وہی حجام تھا جس نے ناخن گیر پیش کی تھی۔

سالار غازی نے دو کی جان بخشی کی، اور حجام کی گردن ماردی گئی۔

یہ خطوط حاکم کٹرہ مانکپور نے والیانِ نواحیٔ بہرائچ کو لکھے تھے کہ اگر ہم لوگوں نے متحد ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا تو انھیں شکست دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

سالار ساہو نے جو جاسوس کٹرہ مانکپور بھیجے تھے انھوں نے خبر دی کہ آج کل راجہ اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی میں مصروف ہے۔ یہ حملے کا بہترین وقت ہے۔ سالار ساہو نے لشکر کے دو حصے کئے۔ ایک نے کٹرہ اور دوسرے نے مانک پور کو گھیر لیا۔ احمق راجہ کو اپنی بے وقوفی کا پورا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اسے گرفتار کر کے ستر کھ بھیج دیا گیا۔ اور اس کے علاقے کو تاراج کر دیا گیا۔ اس طرح سالار ساہو نے ستر کھ تشریف لاتے ہی اپنی جنگی حکمت عملی کا دبدبہ قائم کر دیا۔ سالار مسعود نے قیدیوں کو بہرائچ سالار سیف الدین کے پاس بھیج دیا۔

ملک عبداللہ کو کٹرہ اور ملک قطب حیدر کو مانکپور کا علاقہ بخشا گیا۔

اس کے بعد آپ خود ستر کھ تشریف لے آئے۔

ایک دن سید سالار غازی شکار کے لئے گئے۔ جھاڑیوں سے غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ یکایک ایک شیر جھاڑیوں سے نکل کر سامنے آیا، اور جست لگا کر حملہ آور ہوا۔

شیرِ اسلام نے چابکدستی سے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ اور شیر مردہ ہو کر زمین پر گرا۔

اس بہادری، جرأت، اور جواں مردی کی اطلاع جب سالار ساہو کو ہوئی، تو انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور مال و زر صدقہ کیا۔

اسی رات کو بہرائچ سے سالار سیف الدین کا عریضہ ملا کہ قرب و جوار کے راجاؤں نے شورش پیدا کر رکھی ہے۔

سالار مسعود نے اپنے والد محترم سے اجازت طلب کی۔ انھوں نے بدقت رخصت کیا۔

۱۷ شعبان المعظم ۴۲۳ھ کو آپ بہرائچ پہونچے، اور راجاؤں کو خودسری کی سزا دی۔

آپ جس وقت سیر کے لیے سورج کنڈ جاتے، تو اکثر فرماتے تھے کہ اس جگہ سے بوئے رفاقت محسوس ہوتی ہے۔

سورج کنڈ بہرائچ میں ایک بہت بڑا تیرتھ استھان تھا، یہ سورج کے دیوتا بالارک کا مندر تھا۔ آفتاب کی تصویر ایک بہت بڑے پتھر پر بنی تھی۔ بالارک کے نام پر بہرائچ آباد کیا گیا تھا۔ ہر اتوار کو ہزاروں کی تعداد میں یاتری یہاں آتے تھے اور صبح و شام پوجا کرتے تھے۔

اس وقت ہندوستان میں دو اہم مقامات تھے، ایک سومنات چاند کا مندر، دوسرا سورج کنڈ، سورج مندر۔ ان دونوں کے زوال میں سید سالار مسعود غازی کا کردار مرکزی ہے۔

سالار مسعود سورج کنڈ کی جانب اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ جب ہم یہاں آرام کریں گے تو اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور لوگ ہماری اطاعت کریں گے۔

سالارِ ساہُو کا وصالؒ

حضرت ساہو بہ بخت کمال | شد فنا فی اللہ در راہِ خدا
سال تاریخش عنایت وقت فکر | گفت، ساہو طالب راہِ خدا

★ ———— ۴۲۳ھ

سالار ساہو بیٹے کی جدائی سے اس قدر پریشان ہوئے کہ پندرہ شوال کو درد سر کی شکایت ہوئی۔ آپ نے سترکھ میں دفن کئے جانے کی وصیت کی اور ۲۵ شوال ۴۲۳ھ کو عارضۂ درد سر میں آپ کا وصال ہوا۔

بہرائچ قاصد آیا۔ اس نے عبدالملک فیروز کا پیغام معظم خان کو دیا پہلے مصلحتاً اس خبر کو چھپایا گیا۔ مگر مجبوراً سید سالار غازی کو اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے کاروبار دنیا دی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

تمام سرداران لشکر نے آپ کو دلاسہ دیا۔ سب کے پیہم اصرار پر آپ نے فرمایا۔ "یارو تمہارے سردار نے دنیا سے عالم آخرت کی جانب کوچ کیا، اب ہر سردار لشکر کو اختیار ہے کہ وہ اپنے لئے جو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے۔ اور جس کو چاہے سردار چنے۔ میں اب عبادت معبود میں زندگی کے دن پورے کرنا چاہتا ہوں۔ اور گوشہ نشین ہو کر زندگی گذارنا چاہتا ہوں، کل تو ماہ کا مہمان ہوں، پھر اپنی بھی وہی منزل ہے"

یہ تقریر سن کر تمام ارکان حکومت بیقرار ہو گئے۔ اور زار و قطار رونے

گے۔ سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم آپ کے تابعدار اور جانثار ہیں آپ ہمیشہ ہمارے سردار ہیں۔

سب سے پہلے سالار سیف الدین نے نذر پیش کی۔

آپ نے اسی وقت عبدالملک فیروز کو سترکھ کا حاکم مقرر کر کے خلعتِ فاخرہ مع تلوار اور گھوڑا روانہ کیا۔ اور تسلی نامہ ہمراہ کیا۔

ماہ محرم آیا، تو آپ نے آغاز سال کا جشن منایا، اور ارکین حکومت کو انعامات سے نوازا۔ محتاجوں، غریبوں کو زر و جواہر سے مالا مال کیا۔

آپ وضو کر کے عبادت الٰہی کے لیے گوشۂ تنہائی میں چلے گئے۔

نماز پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی اور جانماز پر آپ سو گئے، اسی عالم میں دیکھا کہ سالار ساہو مع لشکر دریائے گنگا کے کنارے خیمہ زن ہیں۔ محفل مسرت آراستہ ہے، مادر معظمہ کے ہاتھوں میں پھولوں کا ہار ہے، سالار مسعود کو دیکھ کر انھوں نے سینے سے لگایا، اور ہار گلے میں ڈال کر فرمایا۔ تیری شادی کا سامان تیار ہے، صرف تیری آمد کا انتظار ہے۔

اتنے میں لشکر کی آواز سے آپ بیدار ہوئے، وضو کر کے نماز پوری کی، اور دیوان عام میں تشریف لائے۔

ان کا سونا بھی عبادت جاگنا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفےٰ کی بات ہی کچھ اور ہے

حضرت معراج وارثیؒ

Scanned with CamScanner

معرکۂ بہرائچ

نکلا نہ وقت کے بینار پر چراغ کوئی
نہ جانے بجھ گئے کتنے شبستاں کے چراغ

—————— عارف نقشبندی

والیان ریاست ہند کا ایک وفد ملک حیدر کے ساتھ دربار مسعودی میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک عریضہ پیش کیا، جس میں تحریر تھا کہ "آپ نے اس دیار میں آکر سخت غلطی کی، اپنی فوج پر رحم کھائیں، اور یہاں سے فوراً واپس چلے جائیں"۔

سالار غازی نے پوچھا کہ کتنے راجہ اس مشترکہ محاذ میں شریک ہیں؟

اس وفد نے جواب دیا کہ اکیس راجہ ہیں اور ان کے نام اس طرح ہیں

۱۔ رائے رائب ۲۔ رائے سائب ۳۔ ارجن ۴۔ بھیکن ۵۔ کنگ ۶۔ کلیان ۷۔ مکروہ ۸۔ شنکر ۹۔ کرن ۱۰۔ بیربل ۱۱۔ اجے پال ۱۲ سری پال ۱۳ سہر دیال ۱۴۔ ہر کرن ۱۵۔ ہر گھو ۱۶۔ نرسہر ۱۷۔ رجو ۱۸۔ ہری ۔ ۱۹ انداکن ۲۰۔ دلو ۲۱۔ نرسنگھ۔

اور یہ بھی کہا کہ بجا بھر میں کئی لاکھ سوار جنگ کے لئے تیار ہیں، سوار لوں کے علاوہ کئی ہزار پیدل ہیں۔

فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ یہ زبردست جنگ آپ نے نہایت شاندار اور ولولہ انگیز طریقے پر فتح کی۔

بہرائچ واپسی کے وقت آپ جب سورج کنڈ کے قریب آئے۔ تو گرمی کی شدت سے پریشان ہو کر کچھ دیر استراحت فرمانے کی نیت سے مہوے کے درخت کے نیچے سائے میں قیام فرما ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ "اس درخت سے مجھ کو ایک عجیب سی انسیت اور اس زمین سے نہایت محبت ہے، یہاں ہمارا قیام ہوگا، اور یہ خطہ دار السلام ہوگا"۔

آپ نے بیلداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس درخت کے قرب وجوار کی جھاڑیوں کو صاف کر کے روشیں بنا کے چمن بندی کر دو، اور ایک خوبصورت باغ لگا دو ایک اونچا چبوترہ اس درخت کے نیچے لگا دو، یہ ہماری نشست کے کام آئیگا ہر قسم کے پھول اور پودے مہیا کر کے ان کے درمیان ایک بنگلہ تعمیر کراؤ، جس کے چاروں طرف سبز چہار دیواری ہو۔

جب تک ہم یہاں قیام نہ کریں گے، آفتاب پرستی کی ظلمت دور نہ ہوگی۔

آپ کے حکم اور مرضی کے مطابق ایک خوبصورت باغ آراستہ کر دیا گیا۔

ایک دن آپ چبوترہ پر جلوہ گر تھے، تمام افسران لشکر موجود تھے کہ ملک حیدر کے ہمراہ رائے جوگیداس اور رائے گوبنداس کے سفیر حاضر ہوئے، اور ان کی جانب سے اطاعت کا اقرار کیا، اور تحائف نذر کئے۔

سالار مسعود نے ان سفراء کو خلعت و انعام سے نوازا، اور پیغام بھیجا کہ آپ لوگ امن و اطمینان کے ساتھ اپنے علاقوں پر حکومت کرتے رہیں۔

تمام راجہ جو ظاہری طور پر نذریں بھجوا رہے تھے اور اطاعت کا اقرار کر رہے تھے حقیقت میں وہ سب جنگ کی تیاری میں مصروف تھے، اور

صرف وقت گذاری چاہتے تھے، ان راجاؤں کے نمائندے دوسری ریاستوں کے جاگیرداروں کو، راجاؤں کو سمجھانے کہ ایک لڑکے نے ہمارے آبا و اجداد کا ملک چھین لیا ہے، تم لوگ ہماری مدد کرو، اسی میں خود تمہاری بہتری ہے۔ ورنہ وہ ہم سے فارغ ہو کر تمہاری طرف رُخ کریگا، اور کسی ریاست کو باقی نہیں رکھے گا۔

اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے راے شہر دیو بھولے اور بہر دیو گونہ سے اپنی لاتعداد فوج کے ساتھ مدد کے لئے آیا، اور اپنے ہمراہ ہزاروں لوہے کے گوکھرو زہر آلود بنوا کر لایا۔ وہ گوکھرو زمین میں بچھوا دیئے گئے، اور آتش گیر مادہ بھی جمع کر دیا گیا، اسی درمیان پہاڑی راجہ سے بھی مدد طلب کی گئی۔ دو ماہ میں ساری جنگی تیاری مکمل کر کے پھر سفیر بارگاہ مسعود میں روانہ کے کر دیا تو ہمارے ملک سے واپس چلے جاؤ، یا مقابلے پر آ ڈ۔

اسی درمیان خبر ملی کہ دشمنوں نے لشکر غازی کے مویشی پکڑ لئے ہیں سالار مسعود اسی وقت روانہ ہو گئے، ملک حیدر، سالار سیف الدین، امیر نصراللہ، امیر خضر، سید ابراہیم، نجم الملک، ظہیر الملک، معین الملک، شرف الملک، نظام الملک، قیام الملک، نصر الملک اور میاں رجب ایسے نامور غازیان اسلام آپ کے ہمرکاب تھے۔

آپ نے دریائے کتھلا کے کنارے پہونچتے ہی حملہ کر دیا، دشمن پہلے ہی حملے میں سراسیمہ ہو گیا، اس نے آتش گیر مادے میں آگ لگا دی، اس کی آواز سے گھوڑے بھڑک اٹھے، بہت سے مجاہد گھوڑے سے گر پڑے جہاں زہر آلود آہنی گوکھرو پہلے سے لگے ہوئے تھے، بہت سے مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جب اس کی خبر سالار مسعود غازی کو

سید سالار غازی نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ملک نیکدل کو روانہ کیا، ملک نے بھا بھر پہونچ کر تمام راجاؤں سے ملنے کے بعد دیگرے ملاقات کی، اور ان سے کہا کہ سید سالار مسعود یہاں کچھ روز سیر و شکار میں گذاریں گے، اس کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے، ہم لوگوں کے درمیان معاہدۂ صلح ہو جانا چاہیئے،

اس ملک میں ہندو اور مسلمان دونوں پر امن طریقے پر رہیں، ان راجاؤں نے غرور سے جواب دیا، کہ کسی صلح کی ضرورت نہیں ہے، جنگ ہی ہر مسئلے کا حل ہے۔ رائے کلیان جو نہایت ہوشمند اور جہاندیدہ انسان تھا اس نے راجاؤں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ بالکل کم عقلی اور بے وقوفی کی باتیں کر رہے ہو، کیا سالار مسعود نے تم سے خوفزدہ ہو کر امن کا پیغام دیا ہے؟ یہ تمہارا وہم ہے، اگر معاہدۂ صلح کی پیشکش ٹھکراؤ گے، تو میری بات یاد رکھو بہت پچھتاؤ گے۔

رائے کلیان کی تقریر اور سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ملک نیکدل واپس آگئے، اور انھوں نے سارا واقعہ سالار مسعود سے عرض کیا۔

دریائے گھسلا[1] کے کنارے دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔ سالار سیف الدین ہراول دستے کی قیادت کر رہے تھے، میاں رجب، امیر خضر اور امیر نصر اللہ داہنی جانب سے اپنے دستوں کو آگے بڑھایا، قلب سے سید غازی نے نعرۂ سلیمانی لگا کر بھرپور حملہ کیا۔

راجاؤں کے لشکر میں انتشار پیدا ہوا، اور سپاہیوں نے بھاگنا شروع کر دیا، سالار غازی نے پانچ راجاؤں کو گرفتار کر لیا، کچھ مارے گئے، اور چند

---

[1] دریائے گھاگھرا

ہوئی تو آپ نے دشمنوں کو چاروں طرف سے گھیر کر حملہ کیا اور دشمنوں کی کثیر تعداد کو لقمۂ اجل بنا دیا۔ بھاگنے والے دشمنوں کا آپ کی فوجوں نے دور تک تعاقب کیا، اور انھیں شدید نقصان پہونچایا۔

اس جنگ میں سید سالار غازی کے ساتھیوں کی ایک تہائی تعداد نے درجۂ شہادت حاصل کیا۔ اور اپنے خالق حقیقی کے حضور سرخ رو ہو کر پہونچے۔

فتح حاصل کرنے کے بعد آپ پھر بہرائچ تشریف لائے، اور سورج کنڈ کے کنارے جو چبوترہ آپ نے تعمیر کرایا تھا، اسی پر جلوہ افروز ہوگئے۔

میاں رجب نے ادب سے عرض کیا کہ حضور یہاں نماز ادا فرماتے ہیں اگر حکم ہو تو اس بُت کو توڑ ڈالوں، اور بالارک کا وجود مٹا دوں۔

آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ راز خداوندی ہے، ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا، چند روز میں یہاں کی ظلمت خود دور ہو جائے گی۔

یہ کہہ کر آپ پر عالم وجد طاری ہو گیا۔

میاں رجب جو اس کیفیت سے نا آشنا تھے گھبرا گئے، اور معذرت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ جیسا حضور مناسب سمجھیں عمل فرمائیں۔

بعض ناواقف لوگ میاں رجب کو آپ کا خالہ زاد بھائی، بعض سلطان فیروز شاہ کا والد سمجھتے ہیں۔ جو حقیقت سے بالکل بعید ہے۔

میاں رجب سالار مسعود غازی کی فوج کے ایک اعلیٰ افسر اور غازی مسعود کے جانثار اور مزاج داں تھے حضرت سالار مسعود غازی کو مختلف علاقوں میں الگ الگ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، یوپی میں بالے میاں، غازی میاں، سالار غازی، نواح دہلی میں پیر جلال اور خراسان میں سالار رجب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ★

شہادتِ سالار

موت پیش کرتی ہے زندگی کا پیمانہ
میکشانِ طیبہ کی شان ہی نرالی ہے

حیات وارثی

۱۴ رجب المرجب سنہ ۴۲۴ھ جو ہفتے کے دن مشرکین حملہ آور ہوئے، نہایت خونریز اور زبردست جنگ شروع ہو گئی، سید سالار غازی کو دشمن کے حملے کی خبر ہوئی۔ آپ نے فوراً سالار سیف الدین کو حکم دیا کہ چوکی کی مدد کے لئے روانہ ہو جاؤ۔

آپ نے غسل فرمایا، اور لباس شاہانہ زیب تن کیا، عطر لگا کر کپڑوں کو معطر کیا۔ نماز فجر ادا کر کے اسپ بادیہ خنگ جو عراق سے تحفہ میں آئی تھی، اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اور سورج کنڈ کے قریب مہوے کے درخت کے نیچے جا کر قیام فرمایا۔

خونریز جنگ جاری تھی، بہت سے سرداروں نے سالار سیف الدین کے ہمراہ شہادت حاصل کی۔ آپ کو جب کسی کے شہید ہونے کی اطلاع ملتی تھی، تو فرماتے تھے "عاقبت بخیر ہوئی"۔ آپ نے فرمایا۔ سالار سیف الدین کی تدفین کا انتظام کرو، اور شہیدوں کو سورج کنڈ میں ڈال دو۔ ان کی شہادت

Scanned with CamScanner

کی برکت سے ظلمت کفر دور ہو جائے گی، تمام شہداء کو تاریک غاروں میں دفن کر دو تاکہ ناپاک ہاتھ ان تک نہ پہونچ سکیں، آپ کے حکم پر تمام شہداء کو سورج کنڈ اور دوسرے کنوؤں میں محفوظ کر دیا گیا۔

پھر آپ نے تازہ وضو کرکے نماز ظہر ادا فرمائی، اور مدفن شہداء پر آکر نماز جنازہ اور دعائے مغفرت فرمائی، یہ امور انجام دینے کے بعد سورۂ فتح تلاوت کی، اور میدان جنگ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کے زیر سایہ سکندر دیوانہ بھی چل رہا تھا۔

سرکار غازی کا یہ دیوانہ حضرت ابراہیم ادہم کے سلسلے سے بیعت تھا اور ہمیشہ ننگے پاؤں ایک چھڑی ہاتھ میں لئے حضرت غازی کے پیچھے چلتا تھا، اور ایک سگ مشغل جو سکندر دیوانہ کا رفیق قدیم تھا اس کے ہمراہ رہتا تھا۔

آپ کے جلو میں بے شمار غازیان اسلام نے مرتبۂ شہادت حاصل کیا، سید سالار غازی نے اپنی تلوار آبدار سے ہزاروں بیدینوں اور مشرکوں کو جہنم واصل کیا۔ اسی حالت جنگ میں رائے شہر دیو کی کمان سے نکلا ہوا ایک تیر آپ کی گردن میں پیوست ہو گیا۔

سکندر دیوانہ نے آپ کو فوراً گھوڑے کی پشت سے نیچے اتار کر مہوے کے درخت کے سائے میں لٹا دیا، اور آپ کا روئے مبارک قبلے کی جانب کر دیا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر سکندر دیوانہ کو محبت سے دیکھا اور تبسم فرماتے ہوئے کلمۂ شہادت پڑھا، اور اپنے مالک وخالق کے حضور تاج شہادت پہن کر سرخ رو حاضر ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

زندگی کیا ہے یہ جلنے کے لئے　　پیرو ئے شہ کربلا جاتے

آپ نے ۲۱ رجب المرجب ۴۰۵ھ دوشنبہ صبح صادق کے وقت اپنے قدموں سے دنیا کو سرفراز فرمایا۔ اور ۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ یکشنبہ وقت عصر اٹھارہ سال گیارہ مہینے چوبیس دن کی عمر شریف میں شہادت عظمیٰ حاصل کی۔

حضرت مسعود غازی واقف سرّ آلہ　　شد فنا فی اللہ زیں دار فنا باعز و جاہ
سال تاریخ شہادت و سن ہجری بہ فکر　　زد رقم کلکم وصال قبلۂ ایماں پناہ

۴۲۴ھ

سید سالار مسعودؒ غازی کی شہادت سے سکندر دیوانہ دنیا سے بیگانہ ہوگیا۔ اس نے نعرہ مارا کہ قیامت آگئی، سلطان غازی نے شہادت پائی، یہ خبر سنتے ہی تمام مجاہدین اسلام تلواریں لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، اور شام تک راہ خدا میں شہید ہوگئے۔

سکندر دیوانہ نے ہزاروں تیر کھائے، لیکن زانو نہ سرکایا۔ اور فرق مبارک، مجاہد اعظم اور شہید معظم کا زمین پر نہ رکھا، آپ کے قدموں میں سر رکھکر شہید ہوگیا۔

رات کے وقت مشرکین باغ میں آئے، وہ سالار غازی کو تلاش کر رہے تھے، لیکن خوف کی وجہ سے زیادہ دیر باغ میں نہ ٹھہرے، اور واپس چلے گئے۔

تاریخ ہندی میں آچاریہ مُنی برہمن نے لکھا ہے کہ رات کا نصف حصہ گزرنے کے بعد شہر دیو نے خواب دیکھا کہ سلطان الشہداء تشریف لائے اور انھوں نے شہر دیو سے کہا کہ مجھ کو شہید کر کے آرام سے سوتا ہے،

حکمرانی کے خواب دیکھتا ہے، کل سویرے تو واصلِ جہنم ہو جائے گا۔
یہ خواب دیکھتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ گھبراہٹ میں اپنے ساتھیوں کے درمیان سویرے تک بیٹھا رہا۔
سکندر دیوانہ کا رفیقِ دیرینہ سگ مُغل ساری رات شیروں کی طرح شہداء کے متبرک اجسام کو گیدڑوں سے بچاتا رہا، کسی جانور کو قریب نہ آنے دیا۔
دو تین مجاہد جو نہایت زخمی تھے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر میر سید ابراہیم کے پاس پہونچے، اور انھیں شہادتِ سالار کی خبر دی۔
سید ابراہیم یہ حادثۂ جانکاہ سن کر سکتے میں آگئے، پھر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ ہم حضرت کے ہمراہ یہاں آئے تھے وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔ ہم تنہا رہ گئے ہیں، اب ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے، ہم کو شہادت حاصل کریں گے جس کو مرنا ہو ہمارے ساتھ آئے، تمام لشکر آپ کے ہمراہ آمادۂ جنگ تھا، لوگوں نے سمجھایا، رات گزرنے دیں، ہم لوگ سویرے معرکہ برپا کریں گے، اور شہادت سالار کا انتقام لیں گے۔
سید ابراہیم غم سے نڈھال ہو کر غافل ہو گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک بلند ٹیلے پر سلطان الشہداء لباس سرخ زیب تن کئے تختِ مرصع پر جلوہ فگن ہیں، سید صاحب ہر چند اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن راستہ نہیں ملتا ہے۔ سلطان الشہداء نے انھیں دیکھ کر فرمایا، ابھی تمہارا وقت نہیں آیا ہے، صبح تمہارے ذمہ بہت کام ہیں ضروری کام ہیں، پھر شام تک تم کامیاب ہو کر ہمارے پاس آؤ گے، یہ کلمات کہہ کر سلطان الشہداء اسپ مادیہ خنگ پر سوار ہو کر کسی طرف روانہ ہوئے، سید ابراہیم پیچھے

Scanned with CamScanner

دوڑے، اور عرض کیا کہ میرے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا میرا وجود ظاہری باغ میں مہوے کے نیچے بے گور و کفن ہے، اور پائنتی سکندر دیوانہ کی لاش ہے۔ اسپ مادیہ بھی قریب ہی مردہ پڑی ہے، اور دوسرے شہدار کی لاشیں ادھر ادھر بکھری ہوئی ہیں، تم پہلے سب کو دفن کرو، اس کے بعد شہر دیو سے ہمارا قصاص لو، اسی میں تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔

یہ خواب دیکھتے ہی سید ابراہیم بیدار ہوئے، فوراً غسل کیا، بیلداروں کو ہمراہ لے کر باغ آئے، حسب وصیت درخت کے زیر سایہ آپ کا مزار بنایا، سکندر دیوانہ کو بھی برابر قبر بنا کر دفن کیا، پھر گھوڑی دفنائی، پھر شہداء کو سورج کنڈ میں دفنا کر اس کو پاٹ کر مٹی کا تودہ بنا دیا، اور تمام شہدار کی لاشوں کو چھپا دیا۔

اسی وقت سے ظلمتِ کفر سورج کنڈ کی کافور ہوئی، اور سرزمینِ بہرائچ مرکز نور ہوئی، میاں رجب سے آپ نے جو ارشاد فرمایا تھا اس کا ظہور ہوا۔

سید ابراہیم تدفین سے فارغ ہو کر مشرکین پر حملہ آور ہوئے، آپ نے شہر دیو کا نام لے کر نعرہ بلند کیا، شہر دیو کو غیرت آئی، اور وہ مقابلے پر آیا، اور سید ابراہیم کے ایک ہی وار سے جہنم رسید ہوا۔ شہر دیو کے ساتھیوں نے سید ابراہیم کو نرغے میں لے کر ایک ساتھ حملہ کیا، سید ابراہیم بھی شہادت حاصل کر کے سالار غازیؒ کی بارگاہ میں باریاب ہوئے۔

سید ابراہیم کو دفن کرنے کے بعد ان کے ساتھی مجاہد بھی دادِ شجاعت دیکر منزلِ شہادت پر فائز ہوئے، صرف چند خدمت گار اور دو غلام زخمی زندہ بچے۔

آپ نے جتنے سرداروں کو مختلف مقامات پر اشاعتِ اسلام کے

لئے روانہ کیا تھا، سب نے مرضی رب حاصل کی، اور شہید ہوئے۔
ہر شہر میں سید سالار کے جانثار آرام فرما ہیں، اور باطنی طور پر حکمرانی کر رہے ہیں۔

ایک عرصے کے بعد سید حاجی احمد اور سید حاجی محمد سالار ساہو کے ملازم ترکھے سے بہرائچ آئے، اور مجاور کہلائے۔

Scanned with CamScanner

کرامات وتصرفات

سمٹ رہی ہیں رفتہ رفتہ سرحدیں گمان کی
دلیل معجزات ہے کرامتوں کا سلسلہ

حیاتؔ وارثی

سید سالار غازیؒ کا مزار پُرانوار بھی کرامت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت آپ کے تمام ساتھی شہید ہو چکے تھے، اس کا برقرار رہنا اقتدار غازیؒ کی زندہ وتابندہ علامت ہے۔

آپ کی تجلی کا عوامی اظہار یوں ہوا، کہ موضع نگرور کی ایک اہیر بانجھ عورت اپنوں کے طعنوں اور شوہر کی دھمکیوں سے پریشان ہو کر دربارِ غازیؒ میں حاضر ہوئی، اور سالار غازیؒ کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اس کو گوہر مراد حاصل ہوا، اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر جمعرات کو شیرنی لے کر آنے لگے، رفتہ رفتہ حاجتمندوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، بہت سے اندھے، بہرے اور لولے لنگڑے شفایاب ہوئے۔

اسی زمانے میں سید رکن الدین اور سید جمال الدین مع اہل وعیال ہندوستان آئے اور رُدولی میں مکانات تعمیر کرائے، سید رکن الدین کے دو فرزند تھے، اور سید جمال الدین کے ایک دختر تھیں، ان کا نام بی بی زہرا تھا، حسن وجمال میں وہ رشکِ ماہتاب تھیں، لیکن بینائی سے محروم تھیں

Scanned with CamScanner

عمر بارہ سال تھی۔

سید جمال الدین کو بیٹی کی اس کمی کا شدت سے احساس تھا، وہ اکثر غم زدہ رہتے تھے۔ ایک بار بہرائچ کے چند لوگ آئے، اور انھوں نے کرامات غازیؒ کا اظہار کیا۔

جمال الدین نے بیٹی کو بہرائچ لے جانے کا قصد کیا، جب زہرا کو یہ معلوم ہوا، تو انھوں نے منت مانی کہ جب آنکھیں پاؤنگی تو ساری عمر آستانے پر جاروب کشی کروں گی، حضرت سید سالار غازیؒ کے تذکرے سن کر زہرا کے دل میں ان دیکھا جذبۂ محبت بیدار ہو گیا، وہ ہر وقت مسعود، مسعود رٹتی رہتی تھیں، ایک رات زہرا نے خواب میں دیکھا کہ سلطان الشہدا نے ان کا نام لے کر پکارا۔

زہرا نے کہا، عاشق صادق ہوں، آنکھوں کی روشنی عطا فرمایئے، اور جمال جہاں آرا دکھایئے، ورنہ اپنی جان دے دوں گی۔

اسی عالم میں آنکھ کھل گئی، خود کو تنہا پا کر رونے لگیں، گھر کے لوگ جب آئے تو زہرا حیرت و مسرت سے والدین سے لپٹ گئیں، کیونکہ ان کی آنکھوں میں روشنی آ چکی تھی، اور وہ سب کو دیکھ رہی تھیں، ایک رات پھر سید سالارؒ کی زیارت ہوئی، اور بہرائچ آنے کی بشارت ہوئی۔ سویرے زہرا نے والدین سے منت پوری کرنے کی فرمائش کی۔

سید جمال الدین اگرچہ صاحب ثروت تھے لیکن صاحب دل بھی تھے بیٹی کی کیفیت قلبی سے آشنا تھے، انھوں نے سید رکن الدین کے فرزند اور زہرا کے حقیقی ماموں کے ہمراہ زر کثیر دے کر بہرائچ روانہ کیا۔

بی بی زہرا نے بہرائچ پہونچ کر معروف معماروں سے روضۂ اطہر تعمیر

کرایا، پھر سالار سیف الدین کا مقبرہ بنوایا، اور روضۂ سورج کنڈ شہداء کے نام سے تعمیر کیا، پھر اپنا مقبرہ بھی بنوالیا۔

سید رکن الدین کے صاحبزادے اور بی بی زہرا کے ماموں عشق النبی، اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، عقیدت سالار معظمؒ میں ایسا محو ہوئے کہ انھوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی، اور عبادت و ریاضت میں عمر گذار کر انتقال کیا۔ اور اسے روضہ میں سپرد خاک ہوئے،

بی بی زہرا کا وصال بھی ۱۴ رجب المرجب کو اٹھارہ سال کی عمر میں ہوا۔ اور قرب سید غازیؒ حاصل ہوا بی بی زہرا کے والدین ہر سال رودولی سے بہرائچ آتے اور سلطان الشہداء اور بی بی زہراؒ کے نام کی بارات سجاتے، اور عرس سالانہ کی تقریب منعقد کرتے، یہی طریقہ مختلف شکلوں میں آج تک رائج ہے۔

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گذر گئے جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ نے فرمایا ہے کہ علمائے ظاہر اپنے علم کے زعم میں عارفوں کے فعل پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں، اگر علم باطن سے آشنا ہوں تو راہ راست پر آئیں اور حقیقت کو سمجھ جائیں۔

مردانِ خدا، خدا نباشد لیکن زخدا، جدا نباشد

صاحب مرارت مسعودی سے تحریر کیا ہے کہ بنارس سے ایک بڑا ہجوم ذوق وشوق کے ساتھ گاتا بجاتا ہوا چتر ونشان لئے ہوئے مزار مسعود غازیؒ پر چڑھانے لئے جاتا تھا، جب یہ جلوس جونپور پہونچا، تو یہاں کے ہزاروں عقیدت مندوں نے اس جلوس کا استقبال کیا، اور خود بھی شامل ہو کر بہرائچ کی جانب روانہ ہوئے۔

یہ والہانہ عقیدت اور جذبۂ محبت ایک منکر کرامات اولیا سے نہ دیکھی گئی وہ قاضی شہر کے عہدہ پر فائز تھا اور درس و تدریس بھی دیتا تھا، وہ اپنے شاگردوں کے ہمراہ ایک کثیر جماعت لے کر اس بدعت کو روکنے کی غرض سے گیا، قریب جا کر جب اس معلم جہل پرست نے تلوار نکال کر نشان پر وار کرنا چاہا، کہ ناگاہ ایک طمانچہ غیب اس قاضی معلم کے منھ پر پڑا، وہ بدمذہب اسی جگہ ہلاک ہو گیا، اور اس کا منھ مثل توے کے سیاہ ہو گیا۔ ہر جگہ اس واقعہ کی شہرت ہو گئی، اور لوگ بارگاہ غازیؒ میں اور زیادہ مؤدب ہو گئے۔

ایک اور واقعہ ہے، جس سے عظمت سالار غازیؒ کا اظہار ہوتا ہے، کہ اللہ کی راہ میں جان عزیز کو قربان کرنے والے حیات جاوداں حاصل کر لیتے ہیں اور کائنات ان کے زیر اقتدار ہوتی ہے۔

حضرت بندگی میاںؒ شاہ ولایت امیٹھی نے اپنے حجام کو بلایا۔ وہ گھبرایا ہوا تاخیر سے حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس پریشانی کا باعث کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، حضور میلہ بہرائچ کا ختم ہونے والا ہے مجھے بھی زیارت کا شوق ہے حضرت کی خدمت سے فراغت حاصل ہوتے ہی بہرائچ روانہ ہو جاؤنگا۔

حضرت نے تبسم فرمایا اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ "کیوں خلق خدا کو بے فائدہ بلاتے ہو، احمق بناتے ہو"۔ آپ نے حجام کو یہ رقعہ دے کر کہا کہ فلاں باغ میں تمہیں ایک سوار سرخ پوش نظر آئیں گے، یہ رقعہ انھیں کو دینا اور ان سے جواب بھی لیتے آنا، حجام بہرائچ آ کر جب باغ کے اندر گیا، تو وہاں اس کو ایک نوجوان خوبرو سرخ پوش نظر آیا، اس سوار نے حجام سے خود کہا کہ رقعہ کہاں ہے، حجام نے باادب سلام کر کے رقعہ پیش کیا، آپ نے رقعہ کی پشت پر لکھ دیا کہ "سبحان اللہ آپ سے اپنی بستی کا حجام رعیت محکوم تو روکا نہ جا سکا"۔

ہیں خلق خدا کو روکنے کا رقعہ لکھا، یہ سب کارخانۂ خدا ہے، اس میں اختیار کس کا ہے۔"

پھر سالار مسعود غازیؒ اپنا نام بتا کر رخصت ہوئے، حجام نے وہ رقعہ واپس آکر بندگی میاں کو پیش کیا۔ اور پورا واقعہ بیان کیا۔ ★

★ مشکل میں مدد فرماتے ہیں سردار مرے سالارؒ مرے

کام آتے تھے کام آتے ہیں، سردار مرے سالارؒ مرے

★ — حیات وارثیؔ

دربار سالارؒ میں فیروز شاہ تغلق

ایک دن والدۂ سلطان فیروز شاہ تغلق دہلی میں محل سرا کے اوپر جلوہ افروز تھیں، ایک جلوس نظر آیا، جو رنگ برنگے جھنڈے لیے گاتا بجاتا چلا جارہا تھا، انھوں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں، خواصوں نے عرض کیا، یہ سید سالار غازیؒ کے مزار پر اتوار پر جا رہے ہیں، وہاں جا کر نیزے چڑھائیں گے، ان کی مرادیں بر آئی ہونگی، ان کی منزل بہرائچ ہے

والدۂ شاہ نے منت مانی کہ اگر سلطان ٹھٹھہ کا محاذ فتح کرلیں گے تو ان کو لیکر سالار غازیؒ کی زیارت کو بہرائچ جاؤں گی، اور زر وجواہر نذر کرونگی، ادھر ٹھٹھہ کے محاذ پر سلطان فیروز شاہ تغلق کو شکست ہونیوالی تھی کہ ناگاہ امداد غیب آئی، اور کچھ سوار ظاہر ہوئے، جنھوں نے دشمنوں کو شکست دی سلطان فتح مند ہو کر دہلی واپس آئے، ان کی والدہ نے اپنی منت کا اظہار کیا، سلطان فیروز شاہ تغلق والدہ گرامی کے حکم پر بہرائچ حاضر ہوئے۔

بعض لوگوں نے سلطان سے کہا کہ اس روضے میں مزار نہیں ہے۔ لوگ دھوکا کھاتے ہیں اور بلا سبب زیارت کو آتے ہیں۔

سلطان کے دل میں شک پیدا ہوا، اور اس کو حقیقت کی جستجو ہوئی،

Scanned with CamScanner

اس زمانے میں سید محمد ماہؒ قدس سرہ حیات تھے۔ یہ بزرگ اور ولیٔ کامل تھے، سلطان فیروز شاہ تغلق سید ماہؒ کے روبرو حاضر ہوا، نذر پیش کرنے کے بعد اپنا مقصد بیان کیا، آپ نے کچھ دیر کے بعد فرمایا، کہ فلاں روز فلاں تاریخ اور فلاں وقت اسی روضہ کی قبر سے سلطان الشہداء ظاہر ہوئے، اور تمہاری طرف تمہاری اعانت کو تشریف لے گئے، میں نے دیکھا کہ فتح حاصل ہونے کے بعد اسی روضے میں واپس تشریف لے گئے۔

سلطان نے روزنامچہ طلب کیا، اور تاریخ و دن بالکل صحیح پایا، سلطان کو سید ماہؒ سے نہایت عقیدت ہوئی، اور امداد سید سالار غازی سے شاد کام ہوا۔

پھر حضرت سید ماہؒ کو ہمراہ لے کر آستانۂ غازیؒ پر حاضر ہوا۔

خود مع حضرت سید ماہؒ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لشکریوں کو زیارت کراتا تھا۔ اور مرچھل بھی جھلتا جاتا تھا۔

سلطان نے ولی کامل حضرت سید ماہؒ سے عرض کیا کہ غازیٔ اسلام کی کوئی تازہ کرامت سنائیے، حضرت ماہؒ نے تبسم فرمایا، اور کہا کہ اس سے بڑھ کر کرامت کیا ہوگی کہ شاہ و گدا دونوں دربانی کر رہے ہیں، اور مرچھل جھل رہے ہیں، سلطان اگرچہ بادشاہ تھا، لیکن دل حق آگاہ تھا، اس جملے کی بلاغت کو سمجھ گیا۔

"تاریخ فیروز شاہی" مصنف شیخ ضیاء برنی نے بہرائچ حاضری کا ذکر مختصر لکھا ہے کہ "جب سلطان محمد فیروز شاہ تغلق نے عین الملک کے فساد سے فرصت پائی، بانگر مئو سے بہرائچ حاضر ہوئے، اور مزار سلطان الشہداء کی زیارت کی، مجاوروں کو بہت کچھ نذرانے دیئے، پھر احمد ایاز کو لکھنوتی کی

حکومت پر نامزد کیا، اور خود دہلی کی راہ لی۔

قطب الوقت حضرت راجی سید نور بانجھوری کو اولاد کی تمنا تھی، زوجۂ سید نور نے خدا سے دعا مانگی کہ اگر بیٹا پاؤں گی، تو بہرائچ زیارت کے لئے جاؤں گی، خدا نے فرزند عطا کیا، سید مبارک نام رکھا گیا۔

سید نور کو خواتین کی روانگی میں عذر تنگ دستی تھا، اور اپنی بے مائگی پر ملول تھے، کہ سلطان الشہدار اسپ مادیہ خنگ پر سوار تشریف لائے، اور فرمایا، کہ تم کو بہرائچ پہونچنے میں دشواری تھی، اس لئے ہم خود آگئے، تمہاری تکلیف ہم کو گوارہ نہیں ہے، سید نور فرزند کو لائے، آپ نے پیار کر کے دعا دی، سید صاحب نے دیکھا کہ ایک شخص سروپا برہنہ گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا ہے، پوچھا یہ کون مرد عالی مقام ہے، فرمایا، میرے رفیق دیرینہ سکندر دیوانہ ہیں، میرے عاشق زار ہیں، سلسلہ رفاقت اب تک برقرار ہے،

حضرت شیخ مخدوم سید جہانگیر اشرفؒ نے اپنے بتیسویں مکتوب میں سادات بہرائچ کو نہایت مشہور النسب تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت سید ابو جعفر میر ماہ سے مجھ کو نیاز حاصل تھا، یہ مرد خدا بڑا صاحب تقویٰ اور اہل دل تھا، ایک بار طواف مزار متبرک سلطان الشہدار میں روحانیت سید الشہدار حضرت خضر اور سید میر ماہؒ کو یکجا پایا۔

شیخ مرتضیٰ ملفوظ سید میر سلطان قدس سرہٗ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید میر سلطانؒ نے دہلی میں حوض شمسی میاں اور سورج کنڈ کی ایک پرانی قبر میں بارہ سال گزارے۔

باہر آکر دیکھا کہ ایک سوار اسپ مادیہ خنگ نے برص کے ایک مریض کو چابک ماری، اور سید سلطان کو درویش کہہ کر خطاب کیا، آپ نے جواب نہ دیا،

Scanned with CamScanner

دوبارہ پھر مریض کو چابک ماری۔ پھر میر سلطان کو درویش کہہ کے پکارا۔ لیکن انھوں نے جواب نہ دیا، پھر دو چار چابک ایسے لگائے کہ وہ مریض گر کر زمین پر لوٹنے لگا، اور پھر صحت مند ہو گیا۔ مریض تو اپنی راہ چلا گیا، سوار نے سید سلطان کو پھر درویش کہا۔ تیسری بار قطب جہانگیر فرمایا۔ سید میر سلطان گھبرا گئے کہ تین روز قبل انھیں یہ خطاب ملا تھا مگر کسی نے عالم شہادت میں نہیں سنا تھا، اس کے بعد میر سید سلطان فوراً دوڑ کر سامنے آئے، پوچھا حضور کہاں سے تشریف لائے۔ فرمایا بہرائچ مقام ہے مسعود غازیؒ نام ہے۔

اس کے بعد میر سید سلطان بہرائچ حاضر ہوئے، اور روحِ پاکِ مسعود کی برکتوں سے فیضیاب ہو کر درجۂ ولایت حاصل کیا۔

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ سے ایک مرید نے پوچھا کہ ہر شہر اور ملک کے لوگ سلطان الشہدا کی زیارت کو جاتے ہیں کیا ان کو فیض حاصل ہوتا ہے؟

حضرت شیخؒ نے جواب دیا کہ اگر خلائق تمام روئے زمین کی جائے، تو تصرف سلطان الشہدا سے فیضیاب ہو۔ ★

اختتامیہ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے　　سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے
غالبؔ

حضرت سلطان الشہدا رسید نا سالار مسعود غازیؒ کی کرامات و تصرفات کا شمار نا ممکن ہے۔ میں نے جو واقعات و کرامات لکھے ہیں اس کے تاریخی شواہد معتبر کتب میں موجود ہیں۔

حضرت سلطان محمد عارف علی شاہ صاحب سجادہ جگجواں شریف کے بقول اس کتاب کا وجود میں آنا بھی سالار غازی کی زندہ کرامت ہے ورنہ اس کام کو کسی صاحب علم و کمال سے لینا تھا، مجھ جیسے کم علم و حقیر انسان سے اس عظیم کام کی تکمیل کرا لینا سلطان الشہدا کی کرامت علمی ہے۔

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی ایسا واقعہ شامل نہ ہونے پائے جس کا تاریخی ثبوت نہ ہو۔

خدا شکر ہے کہ میری دیرینہ خواہش سید سالار مسعود غازیؒ کی شکل میں پوری ہو رہی ہے

یہ بھی غازی اسلام کی کرامت ہے کہ ان کے ایک ہزار سالہ یوم ولادت کے سعید و متبرک موقع پر اس کتاب کا اجرا ہو رہا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تاریخی کتب

اس کتاب کی ترتیب میں درج ذیل تاریخی کتب سے اکتسابِ فیض کیا گیا

- مراۃ مسعودی
- غزا نامۂ مسعود
- تاریخ فرشتہ
- روضۃ الصفا
- تاریخ ہندی
- تاریخ ملا محمود غزنوی
- تاریخ جہاں آرا
- تاریخ محمودی
- کنز الحقائق
- منہاج السراج
- روضۃ الشہداء
- صبحِ صادق
- حبیب السیر
- تاریخ زین المآثر
- تاریخ فیروز شاہی
- مسعود غازیؒ
- ملفوظ میر سید سلطانؒ
- نفحات

ناتراشیدہ ہیں اب بھی ان کتابوں کے ورق
عمر بھر ہم جن کی تشریحات میں الجھا کئے

حیات وارثی

جلا کے زر جہاں شاہ بھی چراغ اپنے
جہاں ہے آج بھی روشن قلندروں کے چراغ — عارف نجمی

خراجِ عقیدت

محمد اسلم ندوی

لفظ سالار اور سید سالار کے لقب سے ایک عظیم اور قابل تقلید کردار صاحب نسبت، نسب سے آراستہ عظیم المرتبت شخصیت کا خاکہ ابھرتا ہے، مجھے اور میرے قلم کو اس بات پر فخر ہے کہ اس وقت ہندوستان کی اسلامیت، دینی حمیت، جوش ایمان، ایثار فی اللہ کی نمائندہ اور برصغیر میں مسلمانوں کی تاریخ کے ذات اعظم سید سالار مسعود غازیؒ کے سلسلے میں کوشاں ہے۔

دنیا کی کوئی قوم یا سلطنت اور تحریک اپنے بانیوں، داعیوں اور مضبوط صف بندیوں کی جدوجہد سے زندگی کی سانسیں حاصل کرتی ہے، اور زندگی کی یہ سانسیں صرف اس مرحلے تک ساتھ دیتی ہیں، جہاں تک ان کی جدوجہد کا زور اور صف بندیوں کی شوکت کارفرما رہتی ہے اور مستقبل کا ہر لمحہ ان کی زندگی کو فنا کی طرف لے جاتا ہے، امویوں کی شوکت سو برس کے بعد زندہ نہ رہ سکی عباسی خلافت کا عرصہ کچھ طویل ہی، لیکن آج وہ تاریخ کے ایک موضوع سے زیادہ کچھ نہیں۔ فاطمی، عثمانی، اسلامیانِ اندلس، غلامانِ ہند، اور عظیم مغل خوارزم شاہی اپنے اپنے دور کے سیاسی شمس و قمر تھے، لیکن آج کی زندگی میں انھیں ستاروں کی جھلملاہٹ بھی نصیب نہیں، آج کسی سلطان کا تذکرہ قصہ گوئی

Scanned with CamScanner

کی لذت اور تحقیق کے نام پر تاجرانہ مقصد سے تو کیا جا سکتا ہے لیکن قلوب کے احترام، کائنات کے التفات خصوصی اور عام مقبولیت سے ان کو کوئی حصہ نہیں ملتا، انھوں نے اپنی کوششوں اور کارناموں کا صلہ اپنی زندگیوں میں حاصل کر لیا تھا۔

عوامی توجہ، کون و مکان کی محبت اور دلوں کی مرجعیت صرف ان کو ملتی ہے جن کی کاوشیں اللہ کی مرضی، حب رسول معظم کون و مکان کی فلاح، داعیہ خلوص اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ہوتی ہیں۔

قریش پروانۂ رسالت حضرت خبیبؓ کو نیزوں سے چھلنی کر رہے ہیں۔ مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی چھوڑ دیں، وہ حضرت خبیبؓ شعر پڑھتے ہوئے دامن نبوت کے سایۂ عاطفت میں اپنی جان عزیز قربان کر دیتے ہیں۔

فلست ابالی حین اقتل مسلماً علی ای شق کان للہ مصرعی

ترجمہ:۔ مجھے پرواہ نہیں کہ جب میں حالت ایمان میں قتل کیا جا رہا ہوں، اور کیا فرق ہے کہ میں کس رخ سے پچھاڑا جاؤں۔

یہ طبقہ دین و ملت، پیغام الہٰی، نور نبوت کا داعی طبقہ ہے، صحابۂ کرام اہل بیت عظام، تابعین و صدیقین، شہداء اور اولیائے کاملین بالترتیب اپنے اپنے دور میں نمائندگی کرتے رہے ہیں۔

سید سالار مسعود غازیؒ ہندوستان میں، حضرت امیر حمزہؓ، حضرت خبیبؓ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور شہید اعظم سیدنا امام حسینؓ شہید کربلا کے نمائندے ہیں۔

ہندوستان وہ خوش نصیب ملک ہے جس میں اسلامی خمیر کو جس خون

Scanned with CamScanner

سے گوندھا گیا ہے، وہ خون سید سالار مسعود غازیؒ اور ان کے ساتھیوں اور بابرکات مجاہدوں کا ہے۔

سید سالار مسعود غازیؒ سلطان محمود غزنویؒ کے بھانجے تھے، وہ اپنے بااختیار شہنشاہ ماموں سے کسی صوبے کی گورنری قبول کر سکتے تھے، مگر اسلامیانِ ہند کے جدامجد اتنی حقیر چیز کیا قبول کرتے، وہ ہندوستان میں دین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سرسبز کاشت کے لیے ہفت اقلیم ٹھکرا سکتے تھے۔

وہ حدیث رسولؐ کی اصطلاح بن کر جہاد فی اللہ کے میدان میں غزنی سے سفر کرتے ہوئے بہرائچ تک آئے اور اپنے قلیل التعداد ساتھیوں کے ساتھ باطل قوتوں سے ٹکراتے رہے۔

کسی بھی مورخ نے کہیں بھی ان کے متعلق کسی منزل پر بھی جھجک کی روایت نہیں نقل کی ہے۔ یہ عقلاً ممکن بھی ہے کیونکہ نفس مطمئنہ کا ہر فیصلہ سوچا سمجھا ہوتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سید سالار غازیؒ برصغیر میں دعوت الی اللہ کے موضوع پر امام ہیں۔

ان کی نیابت بعد میں اپنے اپنے ڈھنگ سے خواجہ معین الدینؒ چشتی، قطب الدین بختیار کاکیؒ، گیسو دراز، فرید الدین گنج شکر، مخدوم سید جہانگیر اشرف سمنانیؒ، مخدوم شیخ سارنگؒ، خواجہ نظام الدینؒ، علاؤ الدین صابرؒ اور حاجی وارث علی شاہؒ نے کی اور آج بھی یہ نیابت جاری ہے، اس ملک میں تبلیغ دین متین کرنے والوں کے لئے سید سالار غازیؒ کا ولولہ، جذبۂ ایثار اور مجاہدانہ زندگی نمونۂ عمل ہے۔

میں ذاتی طور پر ملک کے ممتاز ادیب و شاعر جناب حیاتؔ وارثی کی اس متبرک کاوش کو عظیم کارنامہ قرار دیتا ہوں، حیاتؔ وارثی نے سید غازیؒ کے

Scanned with CamScanner

حالات و واقعات کو کتابی شکل دے کر اسلامیان بندر پر احسان کیا ہے اور ان کی رہنمائی کی ہے، اکابرین کے کارنامے زندہ قوموں کی تقدیر بدل دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ودھان بھون لکھنؤ
مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۳ء

جناب ڈاکٹر عمار رضوی
وزیر تعمیرات عامہ، قومی یکجہتی، و پارلیمانی امور

سید سالار مسعود غازیؒ

سید سالار مسعود غازیؒ کا شمار ان بزرگان دین میں ہوتا ہے جن کی ذات سے حق و صداقت کی روشنی کا دائرہ وسیع ہوا ہے۔ انھوں نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں وہ لازوال اور بے مثال ہیں۔

آج بھی ان کا آستانہ عالیہ قومی یکجہتی اور اتحاد باہمی کا سب سے بڑا سنگم ہے۔ ان کے عرس اور میلہ میں ملک کے دور دراز علاقوں سے تمام اہل وطن جس عقیدت اور والہانہ جذبہ محبت سے حاضری دیتے ہیں۔ وہ مناظر آپ اپنی مثال ہیں۔

مجھے نہایت خوشی ہے کہ سید سالار مسعود غازیؒ کے ایک ہزار سالہ جشن ولادت کے موقع پر حیات وارثی کی یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔

میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے اس کتاب کا پرتپاک خیر مقدم کرتا ہوں۔

عمار رضوی
(عمار رضوی)

جناب حیات وارثی صاحب
باغ انوار۔ رکاب گنج، لکھنؤ

جناب عبدالرحمٰن خاں نشتر

وزیر حج و مسلم اوقاف اترپردیش سرکار
صدر اقلیتی شعبہ اترپردیش کانگریس کمیٹی آئی لکھنؤ

٨۔ کالیداس مارگ

١٢ر ستمبر سنہ ١٩٨٣ء

محترمی جناب وارثی صاحب

سلام مسنون

گرامی نامہ صادر ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ!

اس میں کوئی شک نہیں کہ شمالی ہندوستان میں سلطان الہند حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانۂ عالیہ، قومی یکجہتی و رواداری کا نہ صرف آئینہ دار ہے، بلکہ علم بردار و پیغام بر بھی ہے۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ کتاب "سید سالار مسعود غازیؒ" تمام ملک ہند کے لئے مفید ثابت ہوگی، اور جمہوری شعور عوام میں پیدا کرے گی۔

کتاب مذکور کب تک شائع ہوگی۔ مطالعہ کے لئے دل بیتاب ہے۔

فقط

خیراندیش

عبدالرحمٰن خاں نشتر

جناب حیات وارثی صاحب
جنرل سکریٹری
آل انڈیا ہندی اردو سنگم، باغ انوار، لکھنؤ ٣

اظہار حقیقت

محترم حیات وارثی صاحب سلام مسنون

سلطان الشہدا حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کی حیات مقدسہ پر کتاب تصنیف فرما کر آپ نے ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے، جب بھی کوئی بیدار مغز قلم کار وقت کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے قلم اٹھاتا ہے، تو یقیناً کارنامہ انجام دیتا ہے۔

حضرت آفتاب شہادتؒ کی درگاہ فلک بارگاہ سے بہ حیثیت سربراہ ایڈمنسٹریٹر متعلق ہونا بلاشبہ میری خوش قسمتی ہے، آپ نے اس بیش بہا تصنیف کا انتساب میرے نام کر کے ذرے کو آفتاب بنانے کی سعی کی ہے میرے لئے تو یہی شرف باعث افتخار ہے کہ مجھے حضرت سالار اعظمؒ کے خدمت گذاروں میں شمار کیا جاتا ہے، آپ کی اس ذرہ نوازی نے میری اس حیثیت کو مستند بنا دیا ہے۔

میری دلی تمنا ہے کہ جس خدمت کے لئے مجھے منتخب کیا گیا ہے میں اُسے بحسن وخوبی انجام دیتا رہوں، اور میرا شمار حضرت کے غلاموں میں ہوتا رہے، میں حضور احدیت پناہ میں دعا گو ہوں کہ آپ کی یہ تصنیف مقبول خاص وعام ہو کر، تشنگان معرفت، کے لئے چشمۂ فیضان ثابت ہو، اور بندگان خدا اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ آمین۔ اشعر نوری کا شعر ہے۔

کتنے تابندہ ہیں مقتل کی زمین کے ذرّے
کتنا روشن ہے چراغ سرانساں یارو

احقر۔ نظام الدین
(دستخط)
۱۷۔۸۔۹۳ء

محمد نظام الدین خاں ایڈوکیٹ ایڈمنسٹریٹر
درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ بہرائچ

حیاتؔ وارثی کی مطبوعہ تخلیقات

- آہنگ خیال ○ اتر پردیش اردو اکیڈمی سے انعام یافتہ
- اتر پردیش کے اردو شعراء ○ اردو اکیڈمی سے انعام یافتہ
- روشنی کا سفر ○ اردو اکیڈمی سے انعام یافتہ
- آہٹیں ○ اردو اکیڈمی سے انعام یافتہ
- پھول جدا ہیں گلشن ایک ○ محکمۂ تعلیم یوپی گورنمنٹ سے ایوارڈ یافتہ

- امیر لمحے
- حاجی وارث علی شاہؒ
- پیغام اتحاد
- نور و نکہت
- صہبائے حرم
- آئینۂ جمال
- نقیب سحر

- اُپہار (ہندی)
- آہٹیں (")
- لکھنؤ آئینۂ فن میں (طویل نظم)
- نئی آہٹیں (ریڈیائی نظمیں)
- جیوتی جاگی اندھکار میں (ہندی)
- مجموعہ
- سید سالار مسعود غازیؒ

اُجالوں کے سفیر (تاریخ جنگ آزادی)

(اردو ہندی)

جس کی رسم اجرا ۱۶ جولائی ۱۹۸۳ء کو وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی نے اپنی قیام گاہ ۱۔ اکبر روڈ نئی دہلی میں کی۔

Scanned with CamScanner

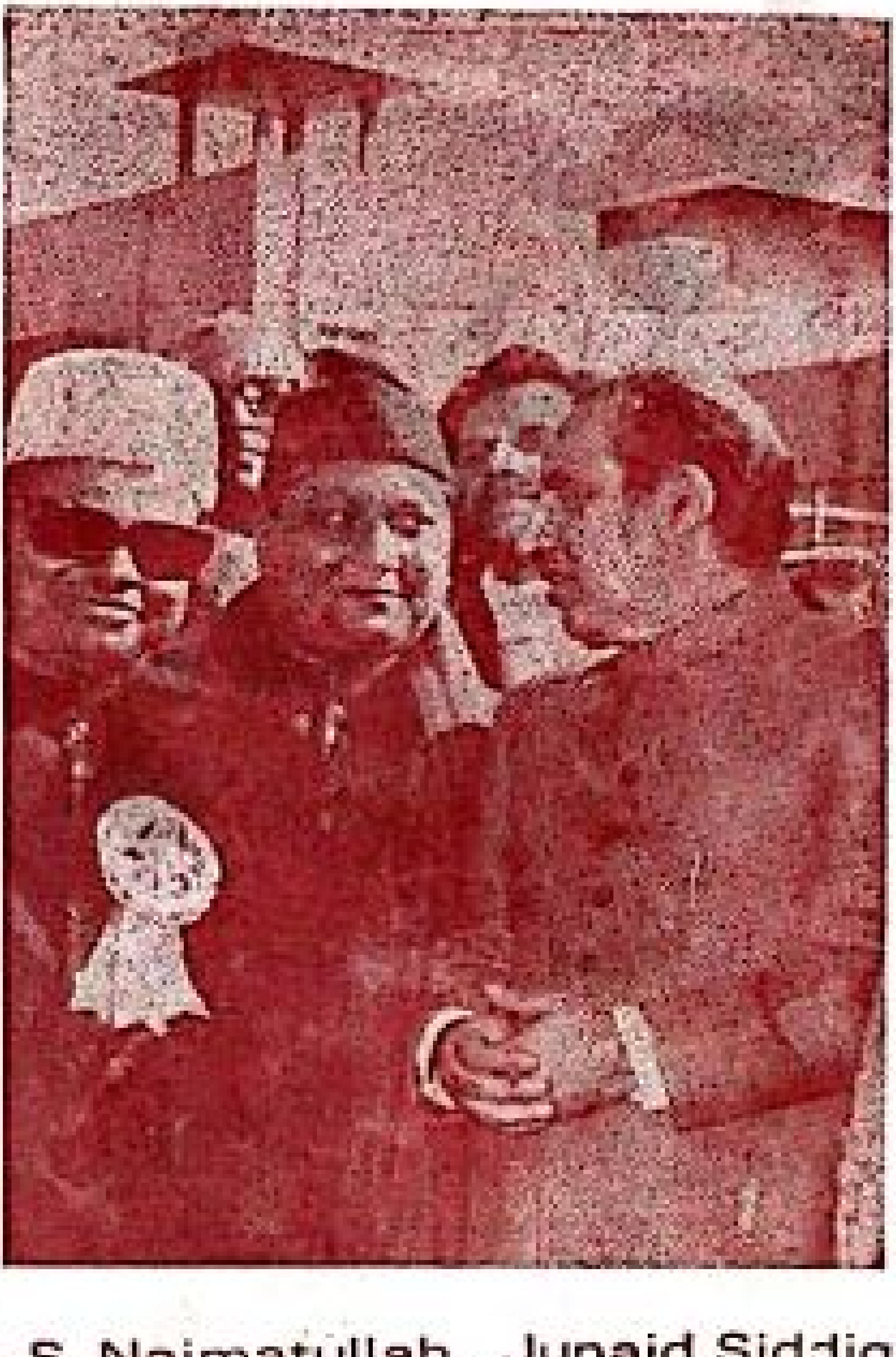

H. S. Naimatullah, Junaid Siddiqi
Hayat Warsi, Syed Mir Qasim
(Ex. Chief Minister J.&K.)

Scanned with CamScanner

Mr. Mohd. Nazeer Khan

Manager :

Dargah Sharif, Bahraich

Dr. Saeed Arifi

Mr. Ashar Noori

Scanned with CamScanner

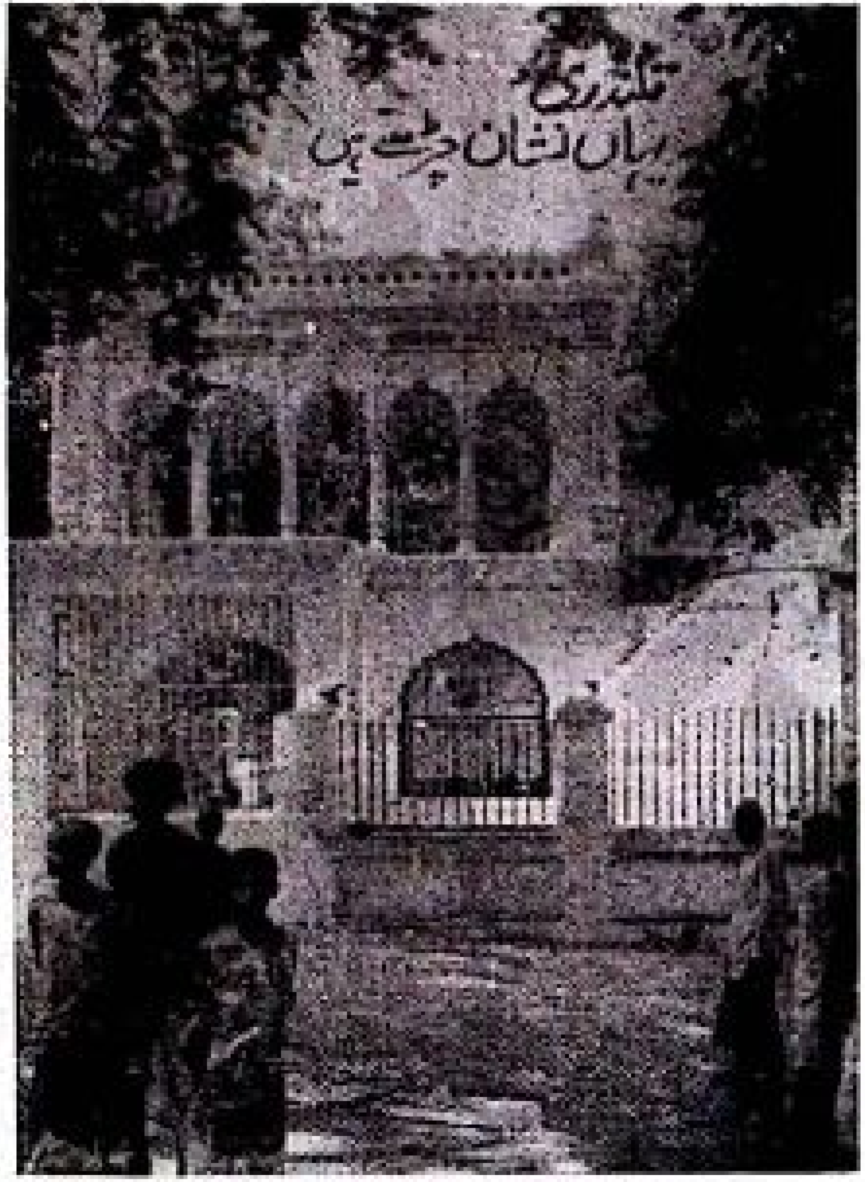

Scanned with CamScanner

Shah Sultan Mohd. Arif Ali Shah
& Hasan Kazmi

Hayat Warsi & Dr. Ammar Rizvi Minister, U.P.

Scanned with CamScanner

انار کلی پر واقع سیّد صاحب کی نشست گاہ جہاں پر بیٹھ کر فیصلہ سنایا کرتے تھے۔

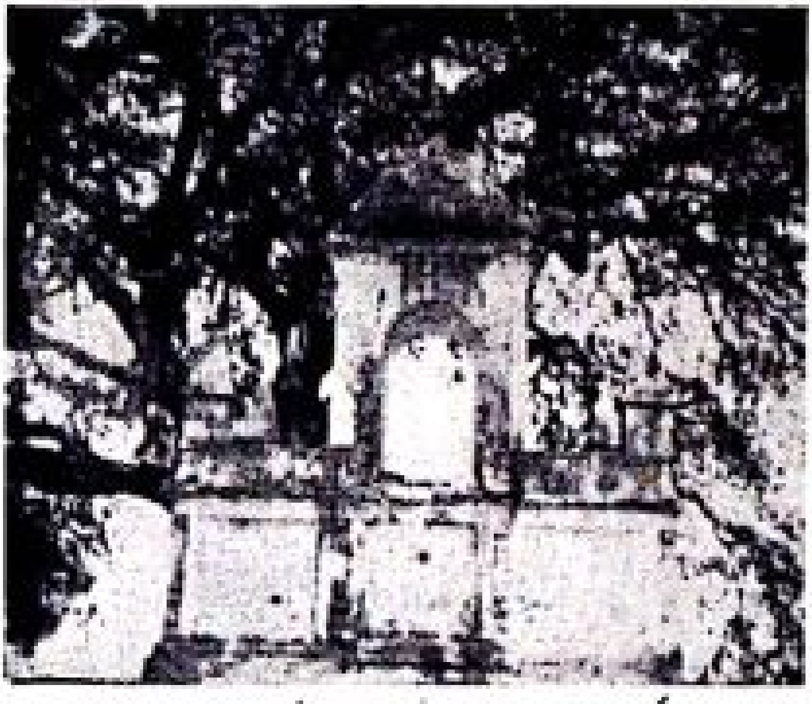

انار کلی پر واقع پیر خسرو کا مزار۔

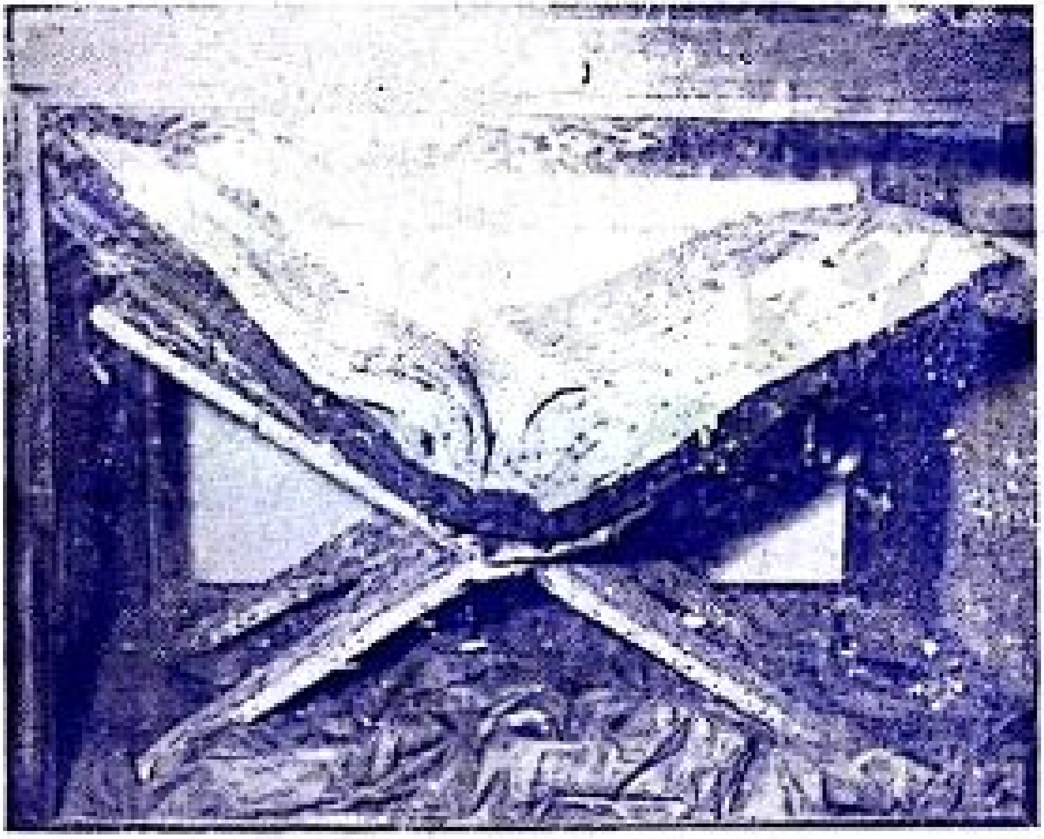

قرآن مجید حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے عہد کا جو اب بھی درگاہ شریف میں موجود ہے۔

پیرہن شریف جو شہادت کے وقت سالار غازیؒ کے جسم پر موجود تھا

Scanned with CamScanner

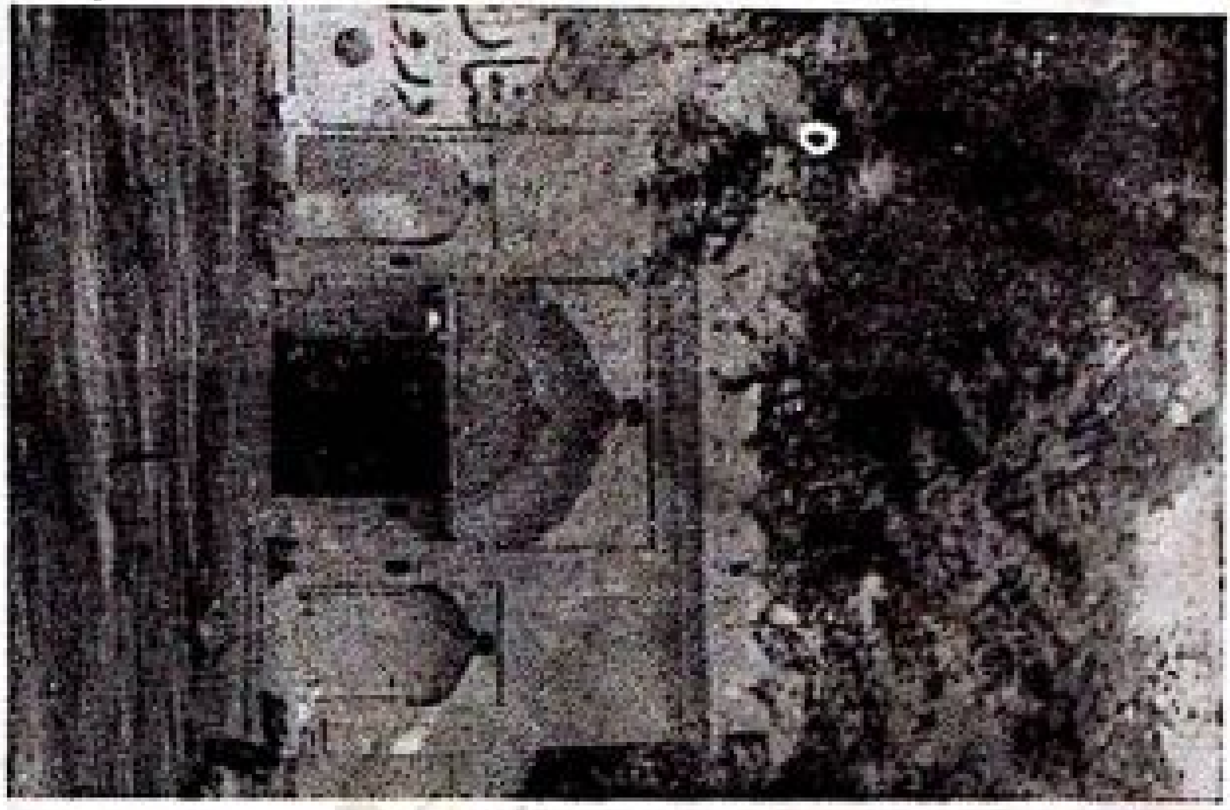

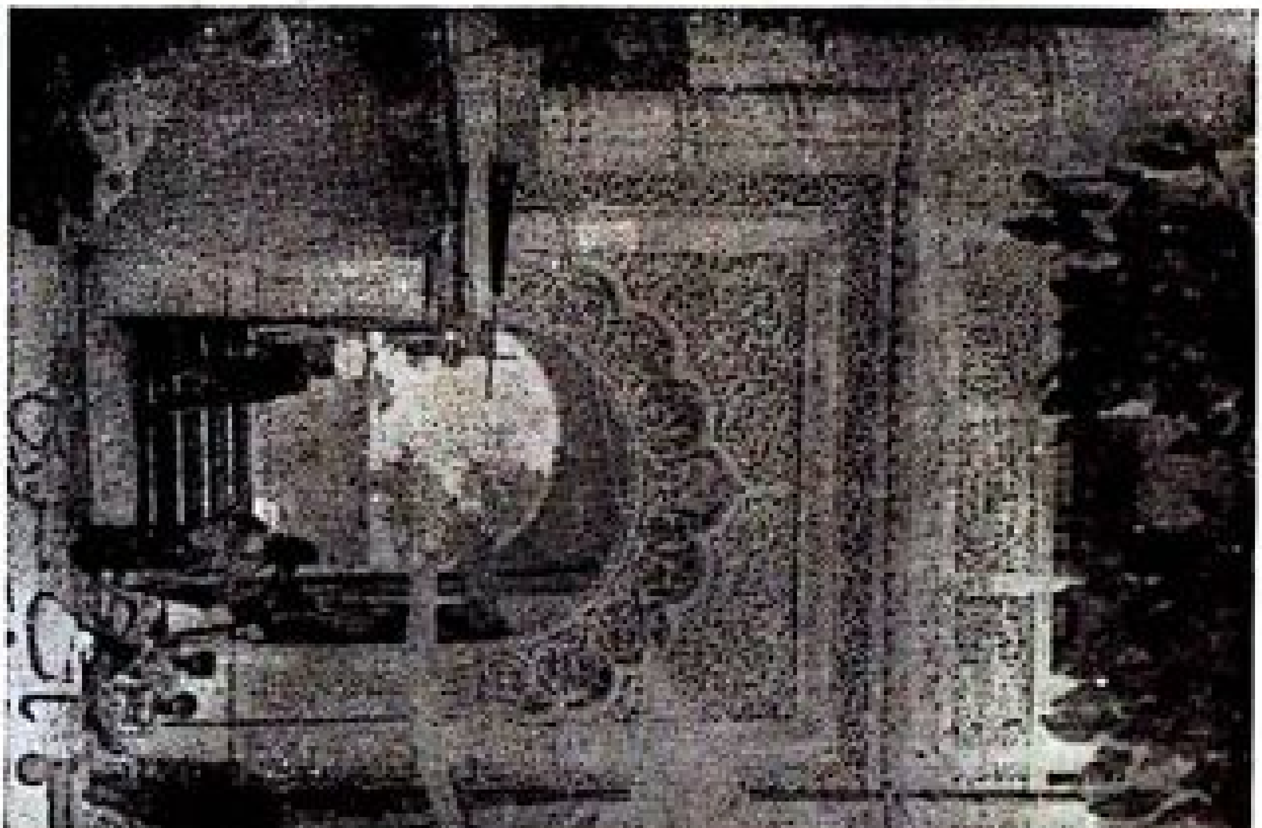

Scanned with CamScanner

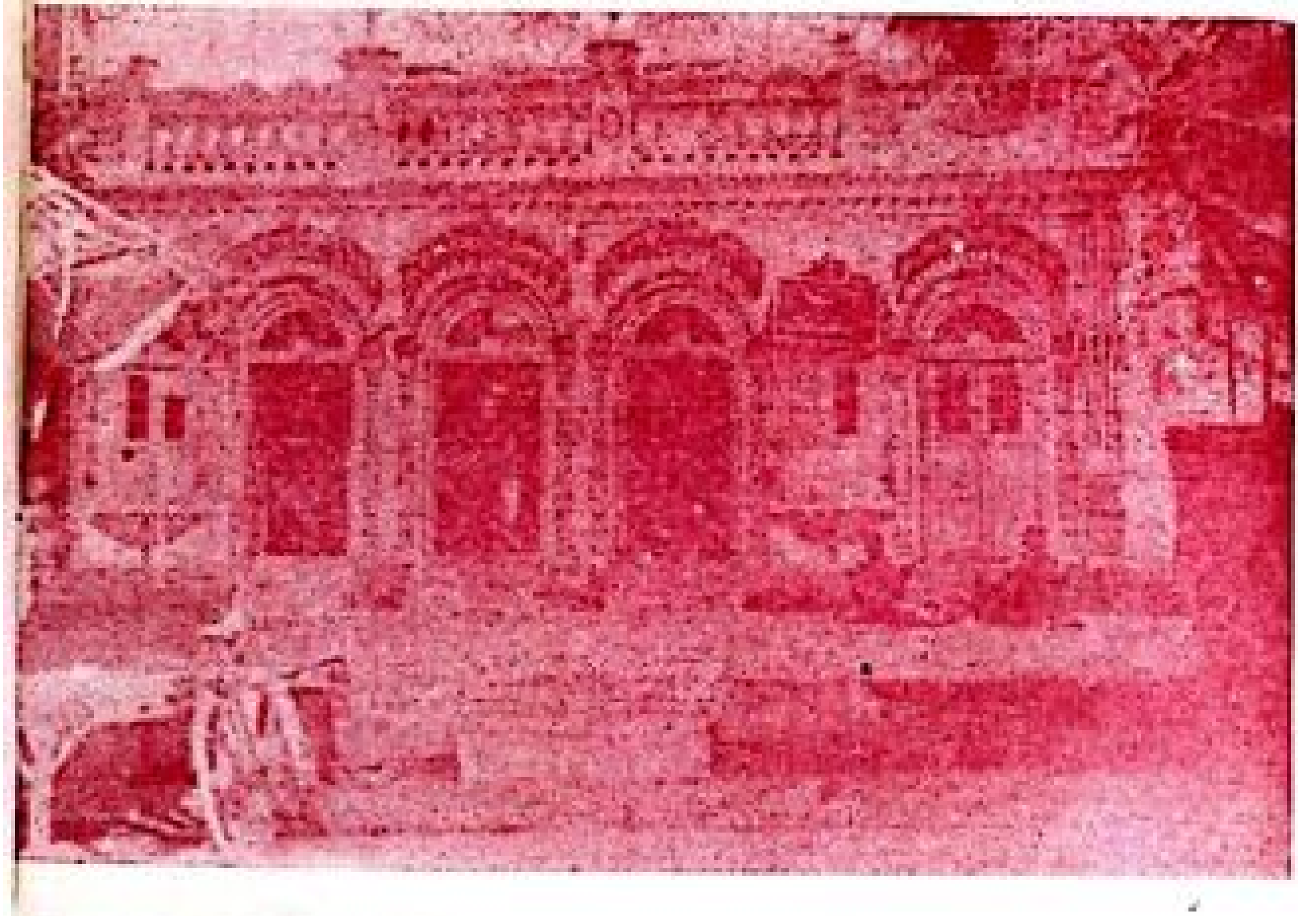

Scanned with CamScanner